اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ

مشکوۃ

MONTHLY MISHKAT

MAJLIS KHUDDAM-UL-AHMADIYYA

BHARAT

اس شمارہ میں خاص

- پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
- فن شعر و شاعری-شعر کی تاریخ و تعارف

جلد 8 نومبر 2024 - نبوت 1403 - ربیع الثانی/جمادی الاوّل 1446 شمارہ 11

رغبتِ دل سے ہو پابند نماز و روزہ

نظرانداز کوئی حصۂ احکام نہ ہو

(حضرت مصلح موعودؓ)

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھارت 2024 کے موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ قادیان محترم وکیل صاحب تعمیل وتنفیذ سے علم انعامی حاصل کرتے ہوئے

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ بھارت 2024 کے اراکین کی محترم وکیل صاحب تعمیل وتنفیذ کے ہمراہ تصویر

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ قادیان 2024 کے اراکین کی محترم وکیل صاحب تعمیل وتنفیذ کے ہمراہ تصویر

اراکین مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد تلنگانہ کی محترم وکیل صاحب تعمیل وتنفیذ کے ہمراہ تصویر

اراکین مجلس خدام الاحمدیہ ریشی نگر کشمیر کی محترم وکیل صاحب تعمیل وتنفیذ کے ہمراہ تصویر

مجلس خدام الاحمدیہ صوبہ اڈیشہ کے اراکین کی محترم وکیل صاحب تعمیل وتنفیذ کے ہمراہ تصویر

سالانہ اجتماع میں کیرلہ سے قادیان سائیکل پر آنے والے خدام کی محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے ساتھ ایک تصویر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ نور السموت والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

مشکوٰۃ

MONTHLY MISHKAT

"قوموں کی اصلاح
نوجوانوں کی اصلاح
کے بغیر نہیں ہوسکتی"

(بانی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ)

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

MAJLIS KHUDDAM-UL-AHMADIYYA BHARAT

ایڈیٹر
نیاز احمد نائک

نائبین
اطہر احمد شمیم، سلیق احمد نایک،
ریحان احمد شیخ، سید سعید الدین احمد

مینیجر
سید عبد الہادی

مجلس ادارت
بلال احمد آہنگر، حافظ نعیم احمد پاشا
مرشد احمد ڈار، اعجاز احمد میر

ڈیزائننگ
محمد ضیاء الدین، کامران شریف
نیر احمد، صباح الدین شمس

دفتری امور
سید حارث احمد

مقام اشاعت
دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک	₹ 220
بیرون ملک	$ 150
قیمت فی پرچہ	₹ 20

نگران: شمیم احمد غوری صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

فہرست مضامین

اداریہ	2
قرآن کریم / انفاخ النبی / کلام الامام المہدی / امام وقت کی آواز	3
خلاصہ خطبہ فرمودہ ۸؍ نومبر ۲۰۲۴ء	4
فن شعر و شاعری-شعر کی تاریخ و تعارف	8
پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	13
گوشۂ ادب	15
سائنس کی دنیا	15
بنیادی مسائل کے جوابات (قسط 54)	16
Health & Fitness	21
فتاویٰ مصلح موعودؓ	22
Diary Dose	23
سالانہ رپورٹ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت	29
سالانہ رپورٹ مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت	33
Mishkat Archives	35
بزم اطفال	36
Message of Huzoor e Anwar (aba)	40

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul Ahmadiyya Bharat Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India, and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India. Editor Niyaz Ahmad Naik

اداریہ

نیا آغاز، نیا عہد: اصلاحِ اعمال کی ضرورت

امسال سید نا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سالانہ اجتماع ۲۰۲۴ کے لئے جو تھیم ''اصلاح اعمال'' کی منظوری مرحمت فرمائی، وہ ایک عظیم اور اہم پیغام ہے جو ہر فرد، ہر قوم اور ہر معاشرتی سطح پر اپنے اعمال کی اصلاح کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے۔ اصلاحِ اعمال نہ صرف انفرادی روحانی ترقی کے لیےضروری ہے، بلکہ یہ ہماری اجتماعی زندگی میں بھی بہتری اور سکون کا باعث بنتی ہے۔

یہ تھیم اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ حقیقی ترقی صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اپنے ظاہری و باطنی دونوں ہی پہلوؤں کی اصلاح کریں۔ یہ محض ایک ذاتی جدوجہد نہیں بلکہ یہ اجتماع کی سطح پر بھی بہت ضروری ہے کہ ہم سب اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور ان میں بہتری لانے کی کوشش کریں۔ اصلاحِ اعمال کا مطلب صرف عبادات کی ادائیگی تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے تمام معاملات، اخلاقیات، تعلقات اور معاشرتی ذمہ داریوں میں بھی بہتری لانا ہے۔

اصلاحِ اعمال کا ایک پہلو اجتماعی سطح پر بھی ہوتا ہے۔ جب ہر فرد اپنے عمل کی اصلاح کرتا ہے تو اس کے اثرات پورے معاشرے پر پڑتے ہیں۔ اس اصلاح کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہم اپنے معاشرتی تعلقات میں صداقت، ایثار، اور ہمدردی کو بڑھائیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو ایک دوسرے کی مدد کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک برتنے کی تلقین کی ہے۔ اس سے نہ صرف فرد کی روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے، بلکہ پورے معاشرے میں محبت، احترام اور سکون کا ماحول بھی پیدا ہوتا ہے۔

سید نا حضور انور کے پیغام کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف زبانی دعوؤں سے ایمان کا تقویت نہیں آتی بلکہ عملی زندگی میں اللہ کے احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اللہ کی محبت دل میں پیدا کرنے کے لیے نمازوں کی پابندی، قرآن کریم کا مطالعہ، اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہے۔ نیز، اچھے اخلاق اور سچے عہد کے مطابق دین کی خدمت، وقت کا درست استعمال اور سوشل میڈیا سے بچنا بھی اہم ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کے مطابق، اپنی اصلاح کی کوششیں اور دعاؤں کا اہتمام ضروری ہے تا کہ انسان اپنے اعمال کو اللہ کی رضا کے مطابق ڈھال سکے اور دوسروں کو بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کر سکے۔

ہمیں اس پیغام کو سمجھتے ہوئے اپنی زندگی میں ان اصولوں کو اپنانا چاہیے جو ہمیں اسلام کی تعلیمات کے ذریعے ملتے ہیں۔ ان تعلیمات کو اپنی روزمرہ زندگی میں شامل کر کے ہم نہ صرف اپنی ذاتی اصلاح کر سکتے ہیں بلکہ اپنے معاشرے کو بھی ایک بہتر جگہ بنا سکتے ہیں۔

اصلاح اعمال کا یہ پیغام ایک نیا آغاز ہے، جو ہمیں اپنی ذات، اپنے اہلِ خانہ اور اپنے معاشرتی دائرے میں بہتری لانے کے لئے مستقل طور پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ ہر فرد کی زندگی میں تبدیلی لانے کے لئے یہ ایک اہم قدم ہے، اور اس پر عمل کر کے ہم اس اجتماعی مقصد کا حصہ بن سکتے ہیں جو اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کی جانب لے جاتا ہے۔

اس شمارے میں سید نا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور خصوصی پیغام شامل اشاعت کیا گیا ہے جو سالانہ اجتماع کے مبارک موقع پر ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے موصول ہوا ہے۔

اللہ ہمیں اپنی اصلاح کی توفیق دے اور ہمارے اعمال کو اپنی رضا کے مطابق بنانے کی ہمت دے۔ آمین۔

(نیاز احمد نایک)

اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَنۡ تُغۡنِىَ عَنۡهُمۡ اَمۡوَالُهُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ
شَيۡـــًٔا ‌ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمۡ وَقُوۡدُ النَّارِۙ ﴿۱۱﴾ كَدَاۡبِ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ ۙ وَالَّذِيۡنَ
مِنۡ قَبۡلِهِمۡ‌ؕ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوۡبِهِمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ شَدِيۡدُ
الۡعِقَابِ ﴿۱۲﴾ (آلعمران ۱۲-۱۱)

ترجمہ: وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے اموال اور ان کی اولاد اللہ کے مقابل پر اُن کے کسی کام نہیں آئیں گے اور یہی وہ لوگ ہیں جو آگ کا ایندھن ہیں۔ فرعون کی قوم کے طرزِ عمل کی طرح اور ان لوگوں کی طرح جو ان سے پہلے تھے۔ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا تو اللہ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔ اور اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! مجھے ایسا کام بتایئے جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے اور باقی لوگ مجھے چاہنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ہو جائے اور بندے بھی مجھے پسند کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا۔ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے یعنی دنیاوی مال و متاع۔ اس کی خواہش چھوڑ دو۔ لوگوں کی طرف حریص نظر سے نہ دیکھو۔ لوگوں کے مالوں کو حریص نظر سے نہ دیکھو۔ لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب الزہد فی الدنیا حدیث ۴۱۰۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ان کی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے بلکہ وَاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا (الفرقان: ۷۵) کا لحاظ ہو کہ یہ اولاد دین کی خادم ہو۔ لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو۔ بہت ہی تھوڑے ہوں گے جو ایسا کرتے ہوں۔ اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لیے یہ کوششیں کرتے ہیں اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے اور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر ان کی جائداد کا مالک نہ بن جاوے۔ مگر یاد رکھو کہ اس طرح پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے۔ غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ دین کی خادم ہو۔

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۵۹۹-۶۰۰۔ ایڈیشن ۱۹۸۸ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس یہ دنیا عمل کا گھر ہے اس دنیا کے اعمال اگلے جہان میں جزا یا سزا کا ذریعہ بنیں گے۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اللہ تعالیٰ کی اس بات کو یاد رکھیں کہ یہ دنیا محض لہو و لعب ہے اور زینت کے اظہار اور ایک دوسرے پر اپنے مال اور اولاد کی وجہ سے فخر کرنا ہے۔ اور اس کی حیثیت کیا ہے؟ کسی سوکھے ہوئے گھاس پھوس سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں۔ جو خشک ہوتا ہے اور چورا چورا ہو جاتا ہے اور ہوائیں اس کو اڑا کر لے جاتی ہیں۔ اصل چیز اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے اور یہی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کہ نیک عمل کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنو۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵؍ مئی ۲۰۱۷ء)

خطبات و خطابات

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تحریکِ جدید کے نوّے ویں (۹۰) سال کے دوران افرادِ جماعت کی طرف سے پیش کی جانے والی مالی قربانیوں کا تذکرہ اور اکانوے ویں (۹۱) سال کے آغاز کا اعلان

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۷۵ کی تلاوت اور ترجمہ کے بعد فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ اللہ تعالیٰ کے اِس ارشاد کے مطابق مالی قربانیوں میں بہت بڑھ چڑھ کر اپنے آپ کو پیش کرنے والی ہے۔ جماعت کے مختلف چندے ہیں۔ لازمی چندہ جات ہیں، چندہ عام، چندہ وصیّت وغیرہ، پھر تحریک جدید اور وقفِ جدید کی تحرکات ہیں۔ ہر جگہ جہاں بھی ضرورت پڑے جماعتِ احمدیہ کے افراد اخلاص و وفا کے ساتھ بڑھ چڑھ کر مالی قربانیوں میں حصّہ لیتے ہیں اور چھپ کر بھی اور اعلانیہ طور پر بھی قربانی کر رہے ہوتے ہیں۔ بلا اس خوف کے کہ اِنہیں کوئی مالی تنگی ہو جائے۔

یہ زمانہ جبکہ دنیا، دنیا کی لذتیں تلاش کرنے میں ڈوبی ہوئی ہے اور مال جمع کرنے میں ڈوبی ہوئی ہے، احمدی ہی ہیں جو مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے ہیں اور اِس بات پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو چھپ کر قربانیاں کرتے ہیں اور یہ اظہار کرتے ہیں کہ اُن کی قربانیاں پتا نہ لگیں۔ جماعتِ احمدیہ میں اکثریت تو کم آمدنی اور اوسط درجہ کے کمانے والوں پر مشتمل ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ غیر معمولی قربانیاں دینے والے بھی لوگ ہیں اور کبھی اِس بات کا اظہار نہیں کرتے کہ جماعت نے اتنی تحریکات شروع کی ہوئی ہیں، ہماری آمدنی محدود ہے، کہاں سے دیں، بلکہ ایک دلی جوش اور جذبہ سے یہ قربانیاں دیتے ہیں۔

مجھے پتا ہے بعض لوگ ایسے ہیں کہ بہت بڑی قربانی کر کے بھی بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اپنا پیٹ کاٹ کر، اپنی خوراک کم کر کے، اپنے بچوں کے اخراجات کم کر کے یہ قربانیاں دیتے ہیں اور اِن کو کبھی خیال نہیں آیا یا اِنہوں نے کبھی یہ اظہار نہیں کیا کہ ہماری یہ قربانیاں ہیں اور ہم پر کیوں اتنا بوجھ ڈالا جا رہا ہے؟

ہمیں بھی فلاں مقصد کے لیے ضرورت ہے، اب جبکہ ہمیں ضرورت ہے تو جماعت ہماری مدد کرے۔ کبھی کسی قسم کا احسان نہیں ہوتا، ضرورت بھی ہو تو انتہائی جھجک اور عاجزی کے ساتھ اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہیں اور وہ بھی قرضے کی صورت میں۔

پھر بعض لوگوں نے قربانیاں کرنے کے لیے یہ طریق بھی اختیار کیا ہوا ہے کہ مالی قربانیوں کے لیے ایک ڈبہ بنا لیتے ہیں، جس میں ہر سال یا ہر وقت جو بھی آمد ہو جب بھی جہاں سے کوئی پیسے آتے ہیں، اُس میں ڈالتے رہتے ہیں، اور اِس طرح سال کے آخر میں جمع کر لیتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جب تحریکِ جدید کی تحریک جاری فرمائی تو آپؓ نے سادہ زندگی کا مطالبہ کیا تھا اور آپؓ نے فرمایا تھا کہ سادہ زندگی کر کے اپنے پیسے جوڑو اور اِس کے حساب سے خرچ کرو۔ اور اِس کے نتیجے میں بعض لوگ ایسے ہیں جو خود سادہ سے سادہ زندگی گزارتے ہیں اور بڑی بڑی رقمیں دیتے ہیں۔ بظاہر اُن کی حالت دیکھ کر لگتا ہے کہ وہ اتنی بڑی رقم نہیں دے سکتے لیکن ہزاروں ڈالروں یا ہزاروں پاؤنڈوں یا ہزاروں یورو میں قربانیاں دے رہے ہوتے

ہیں۔

اِس مادی دنیا میں اِن ملکوں میں رہ کر اتنی قربانی کرنا بہت بڑی بات ہے اور جو غریب ممالک ہیں، پاکستان ہے، ہندوستان ہے یا افریقہ کے ممالک ہیں وہاں تو احمدیوں کے ذرائع بہت کم ہیں اور بڑی مشکل سے لوگوں کے گزارے ہوتے ہیں۔ پھر بھی قربانیاں دیتے چلے جا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے چھپ کر بھی اور ظاہری طور پر بھی خرچ کرتے ہیں۔ کوشش یہ ہوتی ہے اور ہر وقت اِس فکر میں رہتے ہیں، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ

اِسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

پس یہ وہ لوگ ہیں جو حقیقی مومن ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہیں۔

بعض لوگ ایسے ہیں جب کوئی بھی تحریک کی جائے یا جب تحریکِ جدید یا وقفِ جدید کا اعلان ہوتا ہے تو قرض لے کر بھی رقم ادا کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ضروری نہیں ہے کہ قرض لے کر دیں۔ کوئی خوف نہیں اِن کو ہوتا، اِن کو پتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ خود ہی پورا بھی کر دے گا۔

پس جماعتِ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑے بڑے قربانی کرنے والے عطا فرمائے ہوئے ہیں۔ غیروں کی طرح یہ نہیں ہے کہ پانچ، دس روپے دے کر پھر سَو دفعہ مسجد میں اعلان کروائیں۔ ایسے بہت سارے واقعات میرے سامنے آتے ہیں، جہاں لوگ بڑھ چڑھ کر قربانیاں دینے کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں، اِس میں افریقہ کے ممالک بھی شامل ہیں، یورپ کے ممالک بھی شامل ہیں، ایشیا کے ممالک بھی شامل ہیں۔

غریب لوگ تو بہت بڑی قربانی کر کے چندے دیتے ہیں، گو اُن کی قربانیاں بظاہر مالی لحاظ سے بہت چھوٹی ہوتی ہیں، رقم کے لحاظ سے، لیکن وزن کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی نظر میں بہت بڑی قربانیاں ہیں۔ اور یہ روح دُور دراز رہنے والے غریب ملکوں کے لوگوں میں بھی ہے کہ مالی قربانیاں دینے سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ اُنہیں ہر قسم کے خوف سے بھی دُور کرتا ہے اور اُن کی ضروریات کو بھی پورا کرتا ہے۔

مثلاً تنزانیہ کے امیر صاحب نے لکھا کہ ایک نومبائع عبد اللہ صاحب ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ

مجھے چندے دینے کے دو فائدے نظر آتے ہیں، ایک تو یہ ہے کہ اُسے بعد سے میرے رزق میں اضافہ ہو گیا ہے، دوسرے مَیں جب بھی کاروبار کرتا ہوں، ایک دکان چلاتا ہوں، میری دکان کی ساری چیزیں فوراً فروخت ہو جاتی ہیں اور جلدی سے پھر میری دکان خالی ہو جاتی ہے اور پھر نیا سامان لے کر آتا ہوں اور اِس سے مجھے منافع ہوتا جاتا ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانی کرنے کا نتیجہ ہے۔

جرمنی کی جماعت روڈ گاؤ کے صدر کہتے ہیں کہ ان کی جماعت نے مقررہ مالی ٹارگٹ پورا کر لیا اور مسجد کی تعمیر کے لیے مزید چندہ اکٹھا کرنے پر زور دیا۔ خدام الاحمدیہ کے قائد نے جماعت کو تحریکِ جدید میں بھی بہتر کارکردگی کی طرف مائل کیا۔ ۲۰۱۹ء سے مالی قربانیوں پر توجہ دی گئی اور چندے میں غیر معمولی اضافہ ہوا؛ چند ہزار یورو سے بڑھ کر لاکھوں تک پہنچ گیا۔ اس دوران بعض واقفینِ زندگی نے اپنے ایک ماہ کا الاؤنس جماعت کو دینے کا اعلان کیا، جس نے دوسرے افراد کو بھی بڑی قربانیوں کی طرف راغب کیا۔ ایک صاحب نے اسی تحریک میں بڑی رقم چندے میں دی اور اگلے سال اپنے وعدے کو دوگنا سے بھی زیادہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں مزید بہتر کنٹریکٹ ملے اور انہیں ہزاروں یورو چندے میں دینے کی توفیق ملی۔ اس قربانی کے جذبے نے ان کی زندگی میں سادگی اور کفایت شعاری کا رنگ بھر دیا، حتیٰ کہ سادہ لباس اور سادہ زندگی اپنالی۔ سیکرٹری مال کہتے ہیں کہ ان کی ظاہری حالت سے اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ اتنی بڑی قربانی کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اِس پر مجھے ایک پرانا واقعہ بھی یاد آ گیا کہ کراچی میں ہمارے ایک بزرگ دوست شیخ مجید صاحب تھے۔ وہ

بہت بڑی بڑی مالی قربانیاں کیا کرتے تھے اور اپنے گھر کے اخراجات کے لیے رقم رکھ کر باقی تمام تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ کے زمانے میں اُنہوں نے قرآنِ کریم کی اشاعت کے لیے اور باقی تحریکات کے لیے بہت بڑھ چڑھ کر قربانی کی تھی اور وہ یہی کہا کرتے تھے کہ مَیں تو جو کاروبار کرتا ہوں وہ تو کرتا ہی جماعت کے لیے ہوں۔ پس ایسے لوگ بھی جماعت میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہوئے ہیں اور پیدا کرتا چلا جا رہا ہے، جو کماتے بھی اِس لیے ہیں کہ جماعتی ضروریات کو پورا کیا جائے نہ کہ یہ کہ پیسے اکٹھے کیے جائیں۔

کیلگری میں ایک طالبہ ہے۔ اِس نے اپنے ایمان میں مضبوطی کا ذکر اِس طرح بیان کیا کہ مجھے ہر کوئی کہتا تھا کہ پڑھائی کے دوران جاب ملنی مشکل ہے۔ مَیں نے بہت دعا کی اور تحریکِ جدید کے صفِ اوّل کے جو چندہ دینے والے تھے، اُن میں شامل ہونے کے لیے لکھ دیا، جو ایک ہزار یا ایک ہزار سے زائد ڈالر کا وعدہ ہے۔ کہتی ہیں کہ

چندہ دینے کی برکت سے مجھ پر اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ تین دن میں جاب مل گئی اور میرا ایک سمیسٹر بھی ضائع نہیں ہوا اور مجھے پیسے بھی مل گئے اور لوگ اِس بات پر حیران تھے۔

سینٹرل افریقن ریپبلک کے مبلغ انچارج کہتے ہیں کہ عیسیٰ صاحب نے بتایا کہ میری زندگی میں بہت سے مسائل تھے، گھر کے حالات بھی خراب تھے، سوچ رہا تھا کہ جماعت سے قرض کی درخواست کروں۔ ایک دن چندہ تحریکِ جدید اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے کے حوالے سے تقریر سنی کہ جو اللہ کی خاطر ایک دھیلا دیتا ہے، اللہ تعالیٰ دس گنا بڑھا کر واپس کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا کہ مَیں بھی یہ تجربہ کر لیتا ہوں، اُسی روز سے چندے کی ادائیگی شروع کر دی اور اللہ تعالیٰ کا ایسا کرنا ہوا کہ ترکی کے ایک تاجر نے جو ڈائمنڈ کا کاروبار کرتا تھا، مجھے اپنی کمپنی میں لے لیا اور میرے حالات دن بہ دن بہتر ہونے شروع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب مَیں نے اپنا گھر بھی تعمیر کر لیا ہے، سواری بھی، نیا موٹر سائیکل خرید لیا ہے۔ پہلے میرے پاس موٹر سائیکل ٹھیک کرانے کے پیسے نہیں ہوتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب یہی نہیں کہ غریب ملکوں کی بات ہے۔ جو ایمان کے مضبوط لوگ ہیں وہ ہر جگہ یہ نظارے دیکھتے ہیں، جو نیک نیّتی سے اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کرنا چاہتے ہیں اور کرتے ہیں، وہ نظارے دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو یہ نظارے دکھا کر چاہے وہ امیر ملکوں میں رہنے والے ہیں یا غریب ملکوں میں رہنے والے ہیں، اِن کے دین کو تقویت دینے کے سامان پیدا فرماتا ہے، اِن کے ایمان کو مضبوط فرماتا ہے۔

بیلجیم سے اپنی قربانی کے بارے میں ایک خاتون نے لکھا کہ مَیں ملازمت کی تلاش میں تھی، کئی جگہ مَیں نے درخواستیں دیں، ہر جگہ درخواستیں ردّ ہو جاتی تھیں۔ یہی کہا جاتا تھا کہ تمہیں تجربہ نہیں ہے۔ کہتی ہیں کہ مالی سال تحریکِ جدید کا ختم ہو رہا تھا، ذہن میں آیا کہ اگرچہ مَیں اپنا وعدہ تو ادا کر چکی ہوں، لیکن اللہ کی خاطر اور قربانی کروں تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فضل کر دے اور میری جو مشکلات ہیں اُن سے مجھے نکال دے۔ کہتی ہیں کہ اِس کے بعد

مَیں نے چندے میں اضافہ کر دیا اور زائد رقم دے دی۔ ابھی چند دن گزرے تھے کہ دو جگہوں سے جاب کی آفر آ گئی اور وہیں اُنہیں جاب مل گئی جہاں اُن کی دلی تمنا تھی اور گھر سے بھی چند منٹ کے فاصلے پر ہی یہ جگہ تھی۔ تو کہتی ہیں کہ میرے لیے تو یہ قدرت کا ایک نشان تھا۔

اِس طرح کے بے شمار واقعات ہیں جو اللہ تعالیٰ لوگوں کے ایمان مضبوط کرنے کے لیے دکھاتا رہتا ہے اور اِس کے بعد اِس کو دیکھ کر پھر دوسروں کو بھی جب پتا لگتا ہے تو اُن میں بھی قربانی کی روح پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگ تو جماعت میں ایسے بھی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ سِرّاً قربانی کرنے والے ہیں، ایسے ہیں جو چھپ کر قربانی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اِس کا کسی کو پتا نہ لگے بلکہ بعض اِس طرح کے ہیں کہ ایک جگہ کے سیکرٹری مال نے لکھا، وہاں کے مربی صاحب نے لکھا کہ مَیں نے مشن ہاؤس کے سامنے جماعت کا لیٹر بکس کھولا تو اُس میں ایک لفافہ پڑا ہوا تھا، اُس میں ایک ہزار یورو تھا اور لکھا تھا کہ تحریکِ جدید کا چندہ ہے اور نام، پتہ کچھ نہیں تھا۔ پھر سیکرٹری مال صاحب نے یہ بھی لکھا کہ ایک شخص نے ہزاروں کی قربانی کی اور اُس نے لکھا کہ میرا نام

ظاہر نہ کریں، آپ کو پتا ہے کہ مَیں نے دے دیا ہے، یہ ٹھیک ہے۔ کہیں بھی اعلان نہیں کرنا کہ مَیں نے یہ قربانی کی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اِس قسم کے لوگ بھی اللہ تعالیٰ نے جماعت کو عطا فرمائے ہوئے ہیں، جو قربانیاں بھی کرتے ہیں اور اُس میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ پچاس پچاس ہزار یورو بعض لوگوں نے جرمنی میں قربانیاں کیں اور کبھی اظہار نہیں کیا اور یہ کوشش ہوتی ہے کہ نام ظاہر نہ ہوں۔ افریقہ میں بھی ایسے لوگ، یورپ میں بھی ہیں، امریکہ میں بھی ہیں۔

اس کے بعد حضور انور نے گذشتہ سال کے کوائف کا ذکر فرمایا اور تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا جس کی تفصیل درج ذیل لنک پر موجود ہے۔

اس کے بعد حضور انور نے دو مرحومین کی نماز جنازہ پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

پہلا جنازہ حاضر تھا جو مکرمہ امینہ چلکساہی صاحبہ کا تھا۔ مرحومہ مبارک ساہی صاحب مرحوم کی اہلیہ تھیں۔ ترکی نژاد تھیں گذشتہ دنوں ۷۵؍سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۱۹۹۶ء میں انہوں نے زندگی وقف کر دی۔ آپ کو ترکی کی پہلی موصیہ اور پہلی صدر لجنہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ نیز آپ اسلام اور احمدیت کے لیے اپنی زندگی وقف کرنے والی پہلی ترکش خاتون بنیں۔

دوسرا جنازہ غائب مکرم محمود احمد ایاز صاحب آف ناروے کا تھا جو گذشتہ دنوں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے اور پسماندگان میں ایک اہلیہ اور بیٹا ہیں۔ مرحوم کو مختلف وقتوں میں جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔

(بشکریہ الفضل 11؍نومبر 2024ء)

***

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

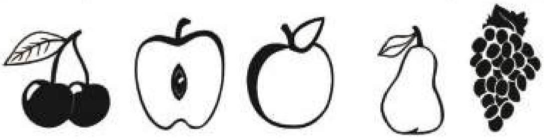
AHMAD FRUIT AGENCY
Commission & Forwarding Agents :
Asnoor, Kulgam (Kashmir)
Hqrt. Dar Fruit Co.
Kulgam
B.O. Ahmad Fruits
Mobiles : 9622584733,7006066375,9797024310

O.A. Nizamutheen Cell : 9994757172
V.A. Zafarullah Sait Cell : 9943030230
O.A.N. Doors & Steels
All types of Wooden Panel Doors, Skin Doors, Veeneer Doors, PVC Doors, PVC Cup boards, Loft & Kitchen Cabinet, TMT Rods, Cements, Cover Blocks and Construction Chemicals.

T.S.M.O. Syed Ali Shopping Complex, #51/4-B, 5, 6, 7 Ambai Road (Near Sbaeena Hospital) Kulavanikarpuram, Tirunelveli-627 005 (Tamil Nadu)

فن شعر و شاعری ۔ شعر کی تاریخ و تعارف

از مکرم سلیق احمد نایک صاحب مربی سلسلہ (قسط اول)

انسان کی مدرکات میں سے بعض ایسے ہیں جن کا جذباتِ انسانی سے کچھ تعلق نہیں مثلاً اگر ہم سائنس یا الجبرا کا کوئی مسئلہ حل کرلیں تو اس سے ہمیں غصہ یا خوشی یا دُکھ کا احساس نہیں ہوگا۔ لیکن اگر ہمارے سامنے کسی شخص کی مصیبت کا حال بیان کیا جائے اور بیان بھی دردانگیز لفظوں میں ہو تو اس کا ہمارے دِل پر ایک اثر ہوگا۔ اس قسم کے اثرات کا نام جذبات یا احساسات ہے۔ اور جو چیز ان احساسات کو برانگیختہ کرتی ہے اس کا نام شاعری ہے۔ شعر ایک قسم کی مصوری یا نقالی ہے۔ ارسطو کا بھی شعر کے بارے میں یہی مذہب تھا۔

(شعر العجم ۔ از شبلی نعمانی صفحہ ۱۲)

فرق شاعری اور مصوری میں صرف یہ ہے کہ مصور صرف مادی اشیاء کی تصویر کھینچتا ہے جبکہ شاعر ہر قسم کے خیالات جذبات احساسات کی تصویر کھینچتا ہے۔ اگر ایک شخص کا عزیز دوست جدا ہو رہا ہو اس حالت میں جو اس کے دِل پر گزرتی ہے۔ خیالات اور صدمات کا جو طوفان اس کے دِل میں اُٹھتا ہے شاعر اس کی تصویر اس طرح کھینچ سکتا ہے کہ اگر رنج و غم مادی اشیاء ہوتیں اور ان کی تصویر بنائی جاتی تو وہ وہی ہوتی جو شاعر نے الفاظ کے ذریعہ سے کھینچی۔

اس بناء پر کسی چیز کا بیان جب اس طرح کیا جائے کہ اس شے کی اصلی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جائے تو اس پر شعر کی تعریف صادق آئے گی۔ دریا کی روانی، جنگل کا سناٹا، باغ کی شادابی، سبزے کی مہک، خوشبو کی لپٹ، نسیم کے جھونکے، بھوک کی شدّت، گرمی کی تپش، رنج، غم، غیظ و غضب، جوشِ محبت، حسرت، خوشی ان اشیاء کا اس طرح بیان کرنا کہ ان کی صورت آنکھوں میں پھر جائے یا وہی اثر دل پر طاری ہوجائے یہی شاعری ہے۔ اس مفہوم کو اس طرح بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ دنیا میں جس قدر قدرت کے مظاہر ہیں خواہ مادی ہوں مثلاً پہاڑ، بیابان، باغ، دریا وغیرہ۔ خواہ غیر مادی ہوں مثلاً نفرت، محبت، وصل اور ہجر وغیرہ ان سب سے دل پر اثر پڑتا ہے۔ لیکن اس اثر کا درجہ ہر شخص کے لحاظ سے الگ الگ ہوتا ہے۔ بعض اشخاص پر کم اور بعض پر زیادہ اور بعض پر بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔ اور جو شخص ان مظاہر قدرت سے عام لوگوں کی نسبت زیادہ متاثر ہو اور بعینہٖ اس اثر کو الفاظ سے ادا بھی کرسکتا ہو وہی شاعر ہے۔

کتبِ ادبیہ میں شاعری کی جو تعریف بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ کلامِ موزوں ہو، متکلم نے بارادہ موزوں کیا ہو۔ (اردو لغت زیر لفظ شاعر)

لیکن درحقیقت یہ تو ایک عامیانہ تعریف ہے۔ شاعری صرف وزن و قافیہ کا نام نہیں۔ بلکہ جیسا کہ احمد حسن زیات نے عربوں کے حوالہ سے لکھا ہے

الشعرُ شیئٌ تجیش بہ صدورُنا فتقذفہ السنتنا

(تاریخ ادب عربی صفحہ ۱۶)

یعنی شعر ایک چیز ہے جو ہمارے سینوں میں جوش مارتی ہے اور زبانوں کی راہ سے باہر نکل پڑتی ہے۔ ادب کی کتابوں میں ایک روایت ملتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت حسان بن ثابتؓ کے کم سِن بیٹے کو بھِڑ نے کاٹ کھایا وہ روتا ہوا ان کے پاس آیا کہ مجھے کسی چیز نے کاٹ کھایا ہے۔ حضرت حسان نے جب اس چیز کے بارے میں پوچھا تو بچہ جو کہ نام سے واقف نہ تھا

اس نے یہ کہا: کانہ ملتف ببردی حیرۃ
کہ گویا وہ دو مخطط چادروں میں لپٹا ہوا تھا۔ یہ فقرہ سُن کا حضرت حسان نے کہا: واللہِ صارَ ابنِی شاعراً (تاریخ ادب عربی صفحہ ۱۷)
کہ خدا کی قسم میرا بیٹا بھی شاعر ہو گیا۔
یا ایک روایت میں ملتا ہے کہ انہوں نے کہا: الشعرُ وربِّ الکعبۃِ رب کعبہ کی قسم یہ تو شعر ہے۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب اس مسجع نثر کو شعر کہہ دیا کرتے تھے جس میں کوئی اثر آفریں خیال ہو یا نہایت اعلیٰ تشبیہ ہو جیسا کہ اوپر والے فقرے میں ہے۔ اور شاید اسی وجہ سے عربوں نے قرآن کریم کو شعر اور رسول کریم ﷺ کو شاعر کہہ دیا۔
یہاں پر یہ بھی ذکر کرتا چلوں کہ شعر وشاعری کے بارے میں جو مسلمانوں میں غلط تصور پایا جاتا ہے اس میں شاعری کو ایک مذموم یا مکروہ عمل خیال کیا جاتا ہے۔ یہ مغالطہ قرآن کریم کی چند آیات کو سیاق وسباق سے الگ کر کے پڑھنے کی وجہ سے۔ مثلاً ایک آیت یہ ہے
وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ۔ وَاَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ۔ (الشعراء 227-225)
اور رہے شعراء تو محض بھٹکے ہوئے ہی اُن کی پیروی کرتے ہیں۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں سرگرداں رہتے ہیں۔ اور یقیناً وہ کہتے وہ ہیں جو کرتے نہیں۔
اور دوسری آیت یہ ہے کہ
وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْآنٌ مُّبِينٌ۔ (یس 70)
اور ہم نے اسے شعر کہنا نہیں سکھایا اور نہ ہی یہ اسے زیب دیتا تھا یہ تو محض ایک نصیحت ہے اور واضح قرآن ہے۔
قرآن کریم کی ان آیات سے بعض مفسرین نے عمومی طور پر شاعری کی مذمت کا پہلو نکالا ہے۔ لیکن زمانہ اسلام خصوصاً اس کے ابتدائی دور میں جس قدر شاعری ہوئی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانے کے لوگ شعر کی عمومی مذمت کے قائل نہ تھے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مذکورہ پہلی آیت کے دوسرے حصہ کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے جو کہ یہ ہے

اِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔ (الشعراء 228)
سوائے اُن کے جو (اُن میں سے) ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور کثرت سے اللہ کو یاد کیا اور ظلم کا نشانہ بننے کے بعد اس کا بدلہ لیا اور وہ جنہوں نے ظلم کیا عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس لَوٹنے کے مقام پر لَوٹ جائیں گے۔
اس آیت کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
''ہاں اُن شاعروں کو ہم مستثنیٰ کرتے ہیں جو مومن ہیں اور مناسب حال عمل کرتے ہیں۔ وہ اگر شعر کہتے ہیں تو ان کا شعر حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔ وہی کچھ شعر میں کہتے ہیں جو عملی زندگی میں اُن کے اندر پایا جاتا ہے۔ اس کی مثال میں ہم حضرت حسان بن ثابت کے وہ اشعار پیش کرتے ہیں جو انہوں نے رسول کریم ﷺ کی وفات پر کہے جب انہیں معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ وفات پا گئے ہیں تو انہوں نے اپنے درد و کرب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيَّ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

حضرت حسان بن ثابت جنہوں نے یہ شعر کہے وہ خود بھی نیک تھے اور ان کے یہ اشعار بھی حقیقت پر مبنی تھے۔ پس یقیناً ایسے لوگ پہلے گروہ میں شامل نہیں۔'' (تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۳۰۴۔۳۰۵)
ابن رشیق نے کتاب العمدہ میں لکھا ہے:
'' والشعراء يتبعهم الغاوون، ألم تر أنهم في كل واد يهيمون، وأنهم يقولون ما لا يفعلون '' فهو غلط، وسوء تأول؛ لان المقصودين بهذا النص شعراء المشركين الذين تناولوا رسول الله صلى الله عليه وسلم بالهجاء، ومسوه بالاذى، فأما من سواهم من المؤمنين فغير داخل في شيء من ذلك، ألا تسمع كيف استثناهم الله عز وجل ونبه عليهم فقال: '' إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات وذكروا الله كثيراً

وانتصروا من بعد ما ظلموا " یرید شعراء النبی صلی الله علیه وسلم ینتصرون له، ویجیبون المشرکین عنه، کحسان بن ثابت، وکعب بن مالك، وعبد الله بن رواحة.

(العمدۃ فی محاسن الشعر و آدابه جلد ا صفحه)

کہ آیت مذکور میں جن شعراء کی مذمت آئی ہے وہ مشرکین ہیں۔ جو آنحضرت ﷺ کی ہجو اور اسلام کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ اور اگلی آیت میں شعراء النبی مثلاً حسان بن ثابتؓ، کعب بن مالکؓ اور عبد اللہ بن رواحہؓ کی طرف اشارہ ہے۔

رسول کریم نے خود حضرت حسان بن ثابت کو حکم دیا تھا کہ: ھاجھم وجبریل معک۔ (بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ)

کہ اے حسان بن ثابت تم اُن کی ہجو کرو جبرائیل تمہارے ساتھ ہے۔

اگر شعر کی بنفسہٖ ممانعت یا مذمت ہوتی تو آپ ہرگز یہ حکم نہ دیتے۔

یہ بھی صحیح ہے کہ بعض حلقوں میں شاعری کی مذمت اس وجہ سے بھی ہوتی ہے کہ کذب کو شاعری کا ایک اہم عنصر خیال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ راغب نے مفردات میں لکھا ہے

و لکون الشعر مقر الکذب قیل احسن الشعر اکذبهٗ۔

(مفردات امام راغب۔ زیر مادہ ''شعر'')

لیکن اس کی بھی بار بار وضاحت کی گئی ہے کہ استعارہ اور تخیلی عمل کذب میں شامل نہیں۔ اور کذب دراصل شاعر کی صفت ہے۔ شاعری کی نہیں۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان بھی ہے کہ:

اَلشِّعرُ ھُوَ کَلَامٌ فَحَسَنُہٗ حَسَنٌ وَ قَبِیحُہٗ قَبِیحٌ۔

(مشکوۃ باب البیان والشعر)

نیز آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

ان من الشعر لحکمۃً، و ان من البیان لسحرًا۔

(مشکوۃ باب البیان والشعر)

شاعری کو کذب قرار دینے میں بہت بڑا ہاتھ اس تقسیم کا بھی ہے جو بعد کے زمانوں میں بلاغت کے فن اور صنعت گری کی ترقی کی وجہ سے شاعری میں آ گئی۔ اور شاعری کو مطبوع اور مصنوع کی درجہ بندی میں دھکیل دیا۔ مصنوع شاعری میں حقیقت سے ماوراء اور عقل سے بالا تخیلات کو شاعری کا حسن قرار دیا جاتا ہے۔ اور استعارہ میں مبالغہ کی انتہا کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ استعارہ کذب کے دائرہ میں جا پہنچتا ہے۔ فنِ شعر کا یہ پہلو درباروں میں پروان چڑھا اور اسی شاعری کے متعلق کہا گیا: احسن الشعر اکذبه۔

اس تمام بحث کا مقصد صرف یہ واضح کرنا ہے کہ بحیثیت فن شاعری کی کہیں بھی مذمت یا ممانعت نہیں کی گئی۔ بلکہ ایک خاص قسم کی شاعری اور شعراء کی مذمت کی گئی ہے اور ان کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔

شعر کی تاریخ و تعریف

شاعری کو ادبی آثار اور خاص طور پر عربی ادب کے قدیم آثار میں بلند ترین مقام حاصل ہے۔ شاید اس کی وجہ احساسات و جذبات سے شاعری کا تعلق اور طبیعت سے لگاؤ ہے۔ یا یہ کہ اس کے لئے تحقیقی کاوشوں کی ضرورت اتنی زیادہ نہیں ہوتی۔ بہرحال جو بھی ہو شاعری کے آغاز کا سراغ نہیں ملتا۔ جس وقت شاعری تاریخ کے کانوں تک پہنچی وہ پختہ اور منظم شکل اختیار کر چکی تھی اور نہایت محکم اور مرتب قصائد میں ڈھل چکی تھی۔ عقل یہ بات تسلیم نہیں کرتی کہ شاعری اپنے ابتدائی دور میں بھی اتنی ہی حسین اور شُستہ اور کامل شکل میں نمودار ہوئی ہوگی جتنی کہ وہ لبید بن ربیعہ اور امرؤ القیس کے اشعار میں نظر آتی ہے۔ یقیناً اس پر بہت سے ادوار گزرے ہوں گے اور زمانے کے شب و روز اس پر اثر انداز ہوئے ہوں گے اور اس میدان کے طالع آزماؤں کی شبانہ روز محنت نے اس کو یہ مقام بخشا ہوگا۔

احمد حسن زیات اپنی کتاب تاریخ ادب عربی میں لکھتا ہے کہ:

ان العرب خطوا من المرسل الی السجع و من السجع الی الرجز ثم یدرج من الرجز الی القصید۔ (تاریخ ادب عربی)

کہ عربوں نے آزاد نثر سے مقفّٰی و مسجع نثر کی طرف قدم بڑھایا۔ پھر مسجع نثر سے رجز کی طرف اور پھر بتدریج رجز سے قصیدہ کی طرف ترقی کی۔

شاعری کی اس قدامت پر خود عرب شعراء کے اشعار گواہی دیتے ہیں۔ جیسے کے امرؤ القیس کا یہ شعر

عُوجَا عَلَی الطَّلَلِ المُحِیلِ لاَنّنَا ... نَبْکِی الدِّیارَ کَمَا بَکٰی ابنُ

خِذامِ

کہ آؤ ہم ابن خذام کی طرح قدیم کھنڈرات پر کھڑے ہو کر رو لیں۔

اور عنترہ کا یہ مصرعہ اس معاملہ کو بہت واضح کر رہا ہے۔

هَلْ غَادَرَ الشّعراءُ مِنْ مُتَرَدَّمِ؟

أمْ هَلْ عَرَفتَ الدّارَ بَعدَ تَوَهّمِ؟

(جمهرة أشعار العرب ص: 348)

کہ کیا پہلے شعراء نے ہمارے لئے کوئی شگاف جو قابل اصلاح ہو چھوڑا ہے۔ یعنی شاعری کی تدوین میں ہم کیا حصہ ڈالیں۔ ہمارے اسلاف اس صنف کو کامل کر گئے ہیں۔ یہ شعر بھی شاعری کی تدریجاً تدوین کو عیاں کرتا ہے۔

اور پھر زہیر جیسا شاعر جس کے کلام کو حولیات زہیر کا نام دیا گیا یعنی وہ چار ماہ میں قصیدہ لکھتا تھا، چار ماہ اس کی کانٹ چھانٹ کرتا تھا اور چار ماہ اسے اساتذہ فن کے سامنے پیش کرتا تھا اور ایک برس بعد اُسے عوام کے سامنے پیش کرتا تھا۔ (تاریخ ادب عربی۔صفحہ ۳۹) وہ بھی یہ کہتا ہے:

ما أرانا نقول إلا معارا ... أو معادا من قولنا مكرورا

(العقد الفريد جلد 6 صفحہ 186)

کہ ہم جو بھی مضمون اور الفاظ شاعری میں بیان کرتے ہیں وہ یا تو مستعار ہوتے ہیں یا پامال و فرسودہ اور کئی بار دہرایا ہوا کلام ہوتا ہے۔ اس کی یہ بات بھی شاعری کی قدامت پر دلیل ہے۔

اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ابنِ خلدون شعر کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

فلنذكر حدا و رسما للشعر به تفهم حقيقته على صعوبة هذا الغرض فان لم نقف عليه لاحد من المتقدمين فيما رأيناه۔ (مقدمہ ابنِ خلدون صفحہ ۵۰۴)

کہ اب ہم شعر کی ماہیت اور تعریف بیان کریں گے جو کہ ایک مشکل امر ہے کیونکہ قدماء میں سے کسی نے شعر کی تعریف نہیں کی کیونکہ ان کے نزدیک شعر ایک طبعی چیز ہے جو کہ احساسات سے تعلق رکھتی ہے۔ اس بات کے ذکر کے بعد ابنِ خلدون نے شعر کی تعریف علمائے عروض کے حوالے سے یہ لکھی ہے۔

الشعر هو الكلام البليغ المبني على الاستعارات و الاوصاف المتصل باجزاء متفقة الاوزان والروی۔

(مقدمہ ابنِ خلدون صفحہ ۵۰۵)

کہ شعر ایسا بلیغ کلام ہے جس میں استعارات اور اوصاف بیان ہوں۔ اور مختلف اجزاء میں منقسم لیکن ہم وزن اور متفقة الروی ہو۔

ابنِ رشیق اپنی کتاب العمدۃ میں لکھتا ہے۔

بنية الشعر من اربعة اشياء وهي اللفظ والوزن والمعنى والقافية وحد الشعر انه من الكلام موزونا مقفا يدل على المعنى۔ (العمدۃ جلد ا صفحہ ۷۷)

یعنی شعر کی بنیاد چار چیزوں پر ہے۔ لفظ، وزن، معانی اور قافیہ۔ اور موزوں اور مقفّی اور معنی پر دلالت کرنے والے کلام کو شعر کہتے ہیں۔

انگریز شاعر جان کیٹس کہتا ہے

I think poetry should surprise by a fine axcess and not by singularity it should strike the reader as a wording of his own thoughts and appear almost a remembrance.

(Encyclopedia of Britannica under word "poetry")

کہ شاعری ایسی ہونے چاہئے کہ وہ ہر انسان کو اپنے خیالات کی لفظی شکل نظر آئے۔ اور اس کے لئے ایک یادگار ہو۔

ابو العلاء معری کہتا ہے کہ:

الشعرُ كلامٌ موزون تقبله الغزيرة على شرائط ان زاد او نقص ابانه الحس۔ (رسالۃ الغفران صفحہ ۵۵)

شعر ایسا موزون کلام ہوتا ہے جس کو لوگوں کی اکثریت مان لے اور اس میں نقص کو انسانی حس فوراً پہچان لے۔

جرجی زیدان کہتا ہے:

الشعرُ من فنون الجميلة التي يسميها العرب الآداب الرفيعة۔ هو يعبر عن جمال الطبيعة بالالفاظ والمعنى۔

(تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ صفحہ ۵۹)

شعر ایک ایسا خوبصورت فن ہے جس کو عرب آداب رفیعہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور یہ انسان کی طبعی خوبصورتی کو الفاظ اور معانی سے بیان کرتی ہے۔

الحیاۃ الادبیۃ فی العصر الجاھلیۃ میں لکھا ہے:

الشعرُ عند بعض الادباء الکلام البلیغ المؤثر الذی یصور الشعور والاحساس والعاطفۃ۔

(الحیاۃ الادبیۃ فی العصر الجاھلیۃ صفحہ ۱۵۴)

یعنی شعر بعض ادباء کے نزدیک ایسا بلیغ اور مؤثر کلام ہے جو انسانی شعور اور احساسات کی تصویر کشی کرتا ہے۔ مزید لکھا ہے کہ:

فالنثر قد یکون شعراً اذا اشتمل علی لطف التخیّل وروعۃ الشعر۔

(الحیاۃ الادبیۃ فی العصر الجاھلیۃ صفحہ ۱۵۴)

یعنی اگر نثر میں بھی لطیف تخیل اور شعر کی شوکت کلامی آجائے تو وہ بھی شعر ہی ہے۔

شبلی نعمانی نے شعر کی تعریف جن الفاظ میں کی ہے وہ یہ ہیں:

جو جذبات الفاظ کے ذریعہ ادا ہوں وہ شعر ہیں۔

(شعر العجم صفحہ ۷)

اس پہلی قسط میں صرف اس پر اکتفاء کیا جارہا ہے۔ اگلی قسط میں علم عروض اور فن شعروشاعری کے دیگر پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش رہے گی۔ انشاء اللہ

پیغام

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

برموقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت، اکتوبر 2024ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الكَرِيمْ وَ عَلَى عَبْدِہِ الْمَسِـــــیحِ المَوْعُودْ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو النّاصر

پیارے ممبران مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے اپنے 54 ویں سالانہ نیشنل اجتماع کے لئے پیغام کی درخواست کی ہے۔ اس مبارک موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں آپ کے سامنے اصلاح اعمال کے حوالہ سے چند اہم باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اصلاح اعمال کا مضمون بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہ وہ راہ ہے جو انسان کو اپنے خالق و مالک کی رضا حاصل کرنے کی طرف لے جاتی ہے۔ اصلاح اعمال کے ذریعہ ہی انسان اپنے ایمان کو مضبوط کرتا ہے اور روحانی ترقیات کی منازل طے کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ” یاد رکھو کہ صرف زبانی باتوں سے کچھ نہیں ہوتا جب تک عملی حالت درست نہ ہو۔ جو شخص حقیقی طور پر خدا کو اپنا رب اور مالک یوم الدین سمجھتا ہے ممکن ہی نہیں کہ وہ چوری، بدکاری، قمار بازی یا دیگر افعال شنیعہ کا مرتکب ہو سکے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ سب چیزیں ہلاک کر دینے والی ہیں اور ان پر عملدرآمد کرنا خدا تعالیٰ کے حکم کی صریح نافرمانی ہے۔ غرض انسان جب تک عملی طور پر ثابت نہ کر دیوے کہ وہ حقیقت میں خدا پر سچا اور پکا ایمان رکھتا ہے تب تک وہ فیوض اور برکات حاصل نہیں ہو سکتے جو مقربوں کو ملا کرتے ہیں۔“ (ملفوظات، جلد 10، ص 32) پس ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے اور ان میں بہتری لانے کی مسلسل کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کریں۔ جب دل میں اللہ کی محبت ہو گی تو پھر اس کے احکامات پر عمل کرنا بھی آسان ہو جائے گا۔ اور خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت پیدا کرنے کے لئے نمازوں کی پابندی بہت ضروری ہے۔ نماز وہ زینہ ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے جوڑتا ہے۔ اس لئے نمازوں کی ادائیگی کا خاص اہتمام کریں۔ نمازوں کو وقت پر اور باجماعت ادا کرنے کی پوری کوشش کریں۔ اسی طرح تلاوت قرآن کریم کا بھی خاص اہتمام کریں۔ قرآن کریم وہ کتاب ہے جس میں ہمارے لئے ہر مسئلے کا حل موجود ہے۔ اس کی تلاوت کے ساتھ ساتھ اس کے معانی و مفاہیم کو سمجھنے کی کوشش کریں اور پھر اس پر عمل کرنے کی سعی کریں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ” میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔“ (روحانی خزائن، جلد 19، ص 26) پس قرآن

کریم کے احکامات پر عمل کرنے کی پوری کوشش کریں اور انہیں اپنی عملی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ قرآن کریم کی صحیح فہم اور ادراک حاصل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بھی بہت ضروری ہے کیونکہ آپ علیہ السلام کی کتب اور ارشادات میں ہمارے لئے وہ حقیقی روحانی خزائن مضمر ہیں جو ہمیں اصلاح اعمال کے راستے پر گامزن کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ اصلاح اعمال کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے اخلاق پر نظر رکھیں اور انہیں درست کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اچھے اخلاق سے ہی ہم دوسروں کے دلوں میں جگہ بنا سکتے ہیں اور ان کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کی طرف راغب کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہر وقت اپنے اخلاق کا خیال رکھیں۔ کسیراغب کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہر وقت اپنے اخلاق کا خیال رکھیں۔ کسی کے ساتھ بدتمیزی یا بداخلاقی نہ کریں۔ ہر ایک سے محبت اور پیار سے پیش آئیں اور ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہوئے حقیقی بھائی چارہ کی فضا قائم کریں۔ پھر خدام الاحمدیہ کے ممبران بلکہ ہر ذیلی تنظیم کے ممبران کو چاہیے کہ وہ اپنے عہد کو یاد رکھیں۔ آپ نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا جو عہد کیا ہے اس کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ ان باتوں پر عمل کرنے کی کوشش بھی کریں۔ اپنے وقت کا صحیح استعمال کریں اور فضول باتوں اور کاموں سے بچیں۔ اپنے وقت کو بے ہودہ باتوں اور لغویات میں ضائع کرنے کی بجائے مفید کاموں میں صرف کریں۔ آج کل کے دور میں سوشل میڈیا کے ذریعہ بہت ساری برائیاں پھیل رہی ہیں۔ ان سے بچنے کی کوشش کریں۔ غیر ضروری سوشل میڈیا کے استعمال سے گریز کریں اور ہر اس عمل سے اجتناب کریں جو اسلامی تعلیمات سے دور لے جانے والا ہو۔ یاد رکھیں کہ آپ کی عمر وہ عمر ہے جس میں انسان کے اندر فطرتی طور پر جوش و جذبہ ہوتا ہے۔ اس جوش و جذبے کو صحیح سمت میں استعمال کریں گے تو جہاں آپ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں گے وہاں لوگ بھی آپ کے نیک نمونوں کو دیکھ کر آپ کی طرف مائل ہوں گے۔ اس لئے اپنی توانائیوں کو دین کی خدمت میں وقف کر دیں۔ جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ تبلیغ کے میدان میں آگے بڑھیں اور اپنے علاقوں میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچائیں اور لوگوں کو اسلام احمدیت کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کریں۔

آج کل دنیا جس فسق و فجور میں پڑی ہوئی ہے۔ ہر جگہ فساد برپا ہے اور لوگ اخلاقی گراوٹ کا شکار ہیں اس کا علاج اور حل اسی میں ہے کہ وہ اپنے خالق حقیقی کو پہنچان کر اپنے عبادتوں کے معیار بلند کر کے حقوق العباد بجالانے کے ساتھ ساتھ دوسروں کے حقوق بھی کما حقہ ادا کرنے والے ہوں۔ پس لوگوں کی اس طرف راہنمائی کرنا اور انہیں بتانا کہ تمہارا ایک خدا ہے اور اسے مان کر اور پہچان کر اور اس کی عبادت کا حق ادا کر کے تم نجات حاصل کر سکتے حقوق العباد بجالانے کے ساتھ ساتھ دوسروں کے حقوق بھی کما حقہ ادا کرنے والے ہوں۔ پس لوگوں کی اس طرف راہنمائی کرنا اور انہیں بتانا کہ تمہارا ایک خدا ہے اور اسے مان کر اور پہچان کر اور اس کی عبادت کا حق ادا کر کے تم نجات حاصل کر سکتے ہو آپ کا فرض اور ذمہ داری ہے۔ اس لئے اس کام کو سرانجام دینے کے لئے پہلے اپنی عملی اصلاح کی طرف توجہ دیں اور اس کے حصول کے لئے دعاؤں کا بھی خاص اہتمام کریں۔ دعا وہ طاقتور ہتھیار ہے جو ہمیں دیا گیا ہے۔ ہمارے کام دعاؤں سے ہی ہوئے ہیں۔ اس لئے اپنی نمازوں میں، اپنے نوافل میں اپنی اصلاح کے لئے خاص دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں کہ وہ آپ کو اپنے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے اعمال کی حقیقی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس اجتماع کو بھی ہر لحاظ سے کامیاب و بابرکت فرمائے اور آپ سب کو اس کے پروگراموں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ آمین

والسلام

خاکسار

دستخط حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خلیفۃ المسیح الخامس

گوشۂ ادب

یہ جو صحرا میں گل کھلے ہیں میاں

چوہدری محمد علی مضطرؔ عارفی

یہ جو صحرا میں گل کھلے ہیں میاں
گل نہیں ہیں یہ معجزے ہیں میاں
کیسے کیسے نشان رحمت کے
آسماں سے برس رہے ہیں میاں
کبھی روکے سے رک نہیں سکتے
یہ محبت کے قافلے ہیں میاں
سب گزرتے ہیں کوئے جاناں سے
عشق کے جتنے راستے ہیں میاں
وہی آواز ہے وہی انداز
تم سے پہلے کہیں ملے ہیں میاں
گالیاں سن کے دے رہے ہیں دعا
یہ فقیروں کے حوصلے ہیں میاں
دیکھئے جیت کس کی ہوتی ہے
میرے مجھ سے مقابلے ہیں میاں
منزلوں کے ہیں چشمدید گواہ
یہ جو پاؤں کے آبلے ہیں میاں
ہم انہیں فاصلے نہیں کہتے
یہ جو فرقت کے فاصلے ہیں میاں

(اشکوں کے چراغ ایڈیشن سوم صفحہ 589-588)

سائنس کی دنیا

Science

Some Amazing Science Facts

- The oceans produce the majority of the oxygen on Earth.

According to the National Oceanic Service, we can thank plant-based marine organisms for all that fresh air. More than half of the world's oxygen is produced by plankton, seaweed, and other photosynthesizers.

- Soil is full of life.

There are more microorganisms in one teaspoon of soil than people on the planet. "Millions of species and billions of organisms—bacteria, algae, microscopic insects, earthworms, beetles, ants, mites, fungi, and more—represent the highest concentration of biomass anywhere on the planet," according to the report.

- Bananas are radioactive

Bananas contain potassium, and because potassium decays, the yellow fruit becomes slightly radioactive. Water can exist in three states at the same time. This is known as the triple boil—or triple point—and it is the temperature and pressure at which materials exist as a gas, a liquid, and a solid all at the same time.

(https://byjus.com/chemistry/scientific-facts-we-see-everyday/)

بنیادی مسائل کے جوابات

(قسط نمبر 54)

(مرتبہ: مکرم ظہیر احمد خان صاحب انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے بنیادی مسائل پر مبنی سوالات کے بصیرت

سوال: ربوہ سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں استفسار بھجوایا کہ جماعت احمدیہ شرعی طور پر کتنے کلموں پر یقین رکھتی ہے، جو کسی حدیث یا قرآن سے ثابت شدہ ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ ۲۱؍مارچ ۲۰۲۲ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب: کلمہ تو ایک ہی ہے جسے کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت کہتے ہیں۔ کلمہ طیبہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضور ﷺ کی رسالت کا سادہ الفاظ میں اقرار کیا جاتا ہے اور کلمہ شہادت میں ان دونوں باتوں (اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضور ﷺ کی رسالت) کا شہادت یعنی گواہی کے ساتھ اقرار کیا جاتا ہے۔

اسلام کا پہلا بنیادی رکن بھی یہی کلمہ یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور ﷺ کی رسالت کا اقرار ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان) یعنی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا۔

یہی وہ کلمہ ہے جس کا اسلام میں داخل ہونے والے ہر شخص سے آنحضور ﷺ اقرار لینے کا ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب یمن بھجوایا تو انہیں یہی نصیحت فرمائی۔ إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ) یعنی تم ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں جب ان کے پاس پہنچو تو انہیں دعوت دو کہ وہ اس بات کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

اپنے آقا و مطاع سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقش پا پر چلتے ہوئے آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام بھی بیعت لیتے وقت پہلے یہی کلمہ شہادت پڑھایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ’’حضرت اقدس علیہ السلام نے بیعت لیتے وقت مجھے کلمہ شہادت پڑھایا۔‘‘

(حیات قدسی مؤلفہ۔۔صفحہ ۴۹۴)

آنحضور ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسی سنت

کی اتباع میں خلفائے احمدیت بھی بیعت لیتے وقت پہلے اسی کلمہ شہادت کا اقرار کرواتے ہیں۔ پس جماعت احمدیہ کے ہر فرد کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کلمہ پر کامل ایمان ہے اور ہم اسے اسلام کے بنیادی ارکان میں سے پہلا رکن یقین کرتے ہیں۔

باقی جہاں تک مسلمانوں میں رائج مختلف ناموں کے ساتھ چھ کلموں کا تصور پایا جاتا ہے تو وہ چھ کلمے، ان کے نام اور ان کی یہ ترتیب قرآن کریم یا احادیث نبوی ﷺ سے کہیں ثابت نہیں۔ بلکہ احادیث میں مذکور مختلف دعاؤں اور تسبیحات کو آنحضور ﷺ اور خلافت راشدہ کے مبارک دور کے بہت بعد کے زمانہ میں جوڑ کر یہ کلمات بنائے گئے اور انہیں یہ نام دیے گئے۔ پس ان کلمات کی اس ترتیب اور اس اہمیت و فرضیت (جو عام مسلمانوں میں رائج ہے) کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔

سوال: یوکے سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ قرآن کریم میں جنتیوں کو نظریں جھکائے رکھنے والی اور نیک خصال دوشیزائیں ملنے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ ہماری زبان میں دوشیزہ کا مطلب عورت ہوتا ہے۔ اگر یہ عورتیں ہیں تو یہ انعام تو صرف مرد کو ہی ملا، مومن عورتوں کے لیے جنت میں کیا ہے؟ نیز کیا عورت صرف مرد کے لیے ہی پیدا کی گئی ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ ۹/اپریل ۲۰۲۲ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: جنت کی نعماء کے بارے میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ میں جو امور بیان ہوئے ہیں وہ سب تمثیلی کلام پر مبنی ہیں اور صرف ہمیں سمجھانے کے لیے ان چیزوں کی دنیاوی اشیاء کے ساتھ مماثلت بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ۔ (الرعد:۳۶) یعنی اس جنت کی مثال جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے (یہ ہے)۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (السجدہ:۱۸) یعنی کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لیے ان کے اعمال کے بدلہ کے طور پر کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔

اسی طرح حضور ﷺ نے فرمایا۔ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا مِنْ بَلْهِ مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا ہے۔ وہ نعمتیں ایسا ذخیرہ ہیں کہ ان کے مقابل پر جو نعمتیں تمہیں معلوم ہیں ان کا کیا ذکر۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں: خدا نے بہشت کی خوبیاں اس پیرایہ میں بیان کی ہیں جو عرب کے لوگوں کو چیزیں دل پسند تھیں وہی بیان کر دی ہیں تا اس طرح پر ان کے دل اس طرف مائل ہو جائیں۔ اور در اصل وہ چیزیں اور ہیں یہی چیزیں نہیں۔ مگر ضرور تھا کہ ایسا بیان کیا جاتا تا کہ دل مائل کئے جائیں۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۴۲۴)

سورۃ السجدۃ کی مذکورہ بالا آیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: کوئی نفس نیکی کرنے والا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اس کے لیے مخفی ہیں۔ سو خدا نے ان تمام نعمتوں کو مخفی قرار دیا جن کا دنیا کی نعمتوں میں نمونہ نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی نعمتیں ہم پر مخفی نہیں ہیں اور دودھ اور انار اور انگور وغیرہ کو ہم جانتے ہیں اور ہمیشہ یہ چیزیں کھاتے ہیں۔ سو اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں اور ہیں اور ان کو ان چیزوں سے صرف نام کا اشتراک ہے۔ پس جس نے بہشت کو دنیا کی چیزوں کا مجموعہ سمجھا اس نے قرآن شریف کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا۔ (اسلامی اصول

کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۷، ۳۹۸) ان نعمتوں کے مخفی رکھنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا کے چھپانے میں بھی ایک عظمت ہوتی ہے اور خدا کا چھپانا ایسا ہے جیسے کہ جنت کی نسبت فرمایا فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ (کہ کوئی جی نہیں جانتا کہ کیسی کیسی قُرَّةِ اَعۡیُنٍ ان کے لیے پوشیدہ رکھی گئی ہے) دراصل چھپانے میں بھی ایک قسم کی عزت ہوتی ہے جیسے کھانا لایا جاتا ہے تو اس پر دسترخوان وغیرہ ہوتا ہے تو یہ ایک عزت کی علامت ہوتی ہے۔(البدر نمبر ۱۱، جلد ۱، مورخہ ۹/جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۸۶)

جنت کی حوروں کا معاملہ بھی تمثیلی کلام پر مبنی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے چار جگہوں پر حوروں کا ذکر فرمایا ہے۔ پہلی دو جگہ (سورۃ الدخان اور سورۃ الطور) میں فرمایا وَزَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ کہ ہم جنتیوں کو بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والی حوروں کے ساتھ ازدواجی رشتہ میں باندھ دیں گے اور باقی دو جگہ (سورۃ الرحمٰن اور سورۃ الواقعہ) میں ان حوروں کی صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ خیموں میں محفوظ یاقوت و مرجان موتیوں کی طرح ہوں گی۔ یعنی شرم و حیا سے معمور، نیک، پاکباز، خوبصورت اور خوب سیرت ہوں گی۔

لفظ ''زوج'' کے معانی جوڑے کے ہوتے ہیں۔ اس سے صرف مرد یا خاوند مراد لینا درست نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب نیک و پاک ساتھی اور جوڑا ہے۔ اس اعتبار سے ان آیات کا مطلب ہو گا کہ ہم جنت میں نیک عورتوں کو پاک مردوں اور نیک مردوں کو پاک عورتوں کا ساتھی بنا دیں گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ البقرہ کی آیت وَلَهُمۡ فِیۡهَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وَلَهُمۡ فِیۡهَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ۔ انہیں وہاں پاک ساتھی یا پاک بیویاں یا پاک خاوند ملیں گے۔ پاک ساتھی کے معنوں کی صورت میں تو کسی کے لیے اعتراض کرنے کی گنجائش ہی نہیں کیونکہ اِس صورت میں اِس کے یہ معنی ہوں گے کہ جنت میں جس طرح غذا ایک دوسرے کی ممد ہو گی اس طرح اِس کے سب مکین ایک دوسرے کی رُوحانی ترقی میں مدد کرنے والے ہونگے گویا اندرونی اور بیرونی ہر طرح کا امن اور تعاون حاصل ہو گا۔ اور اگر خاوند یا بیوی کے معنی کیے جائیں کیونکہ ازواج مرد اور عورت دونوں کے لیے بولا جاتا ہے عورت کا زوج اس کا خاوند ہے اور مرد کا زوج اس کی بیوی تو اس صورت میں اس کے ایک معنی یہ ہوں گے کہ ہر جنتی کے پاس اس کا وہ جوڑا رکھا جائے گا جو نیک ہو گا۔ اس صورت میں بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں پڑ سکتا بلکہ یہ تو تحریک ہے کہ مرد کو اپنی نیکی کے ساتھ اپنی بیوی کی نیکی کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور عورت کو اپنی نیکی کے ساتھ اپنے خاوند کی نیکی کا بھی خیال رکھنا چاہیے کیونکہ اگر وہ دنیوی زندگی کی طرح اگلے جہان میں بھی اکٹھا رہنا چاہتے ہیں تو چاہیے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو بھی نیک بنانے کی کوشش کرے تا ایسا نہ ہو کہ میاں جنت میں ہو اور بیوی دوزخ میں ہو یا بیوی جنت میں اور میاں دوزخ میں ہو۔ ان معنوں کے رُو سے یہ روحانی پاکیزگی کی ایک اعلیٰ تعلیم ہے جس پر اعتراض کرنے کی بجائے اس کی خوبی کی داد دینی چاہیے۔

باقی رہا یہ کہ اِس کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہر شخص کو ایک پاک جوڑا دیا جائے گا تو ان معنوں کے رو سے بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر یہی معنی ہوں کہ ہر مرد کو ایک پاک بیوی دی جائے گی اور ہر عورت کو ایک پاک مرد دیا جائے گا تو اس پر کیا اعتراض ہے؟ اعتراض تو اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کسی ناپاک فعل کی طرف اشارہ کیا جائے جب قرآن شریف پاک کا لفظ استعمال کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ جنت میں وہی کچھ ہو گا جو جنت کے لحاظ سے پاک ہے پھر اِس پر اعتراض کیسا۔

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۲۵۲، ۲۵۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سورۃ الدخان کی آیت وَ زَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم ان کی ازواج کو حور بنادیں گے اور انہیں ازدواجی رشتہ میں باندھیں گے۔ پھر اس سے اگلی آیت میں فرمایا کہ ہم ان کے ساتھ جنت میں ان کی اولاد کو بھی جمع کر دیں گے۔ اس جگہ بیوی کا ذکر اس لئے چھوڑ دیا کہ زَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ پہلی آیت میں آچکا ہے۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے ایک بڑھیا سے کہا کہ جنت میں کوئی بوڑھی نہیں جائے گی۔ تو اس نے رونا شروع کر دیا کہ یا رسول اللہ میں کہاں مروں کھپوں گی؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ تم نہیں جاؤ گی۔ میں نے یہ کہا ہے کہ جنت میں کوئی بوڑھی نہیں جائے گی۔ تم جوان ہونے کی حیثیت میں وہاں جاؤ گی۔ تو جب بوڑھی وہاں جوان ہونے کی حیثیت میں جائے گی تو بدصورت وہاں خوبصورت حیثیت میں جائے گی۔ جو لنگڑی لولی یہاں سے گئی ہے وہاں صحت مند اعضا، بھرپور نشوونما کے ساتھ جائے گی۔ تو زَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ کہ ان کے ساتھ ازدواجی رشتہ میں باندھا جائے گا بڑھیا سے نہیں، جس حالت میں اس نے اس دنیا میں اپنی بیوی چھوڑی بلکہ حُوۡرٍ عِیۡنٍ کے ساتھ جو جوان بھی ہو گی، خوبصورت بھی ہو گی، نیک بھی ہو گی۔ بہر حال یہاں حور کا لفظ زوج کی حیثیت سے آیا ہے۔

(ملخص از خطبہ جمعہ مورخہ ۱۹/ فروری ۱۹۸۲ء، خطبات ناصر جلد نہم صفحہ ۳۸۶، ۳۸۷)

پس مذکورہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ حوروں سے مراد نیک اور پاک جوڑے ہیں جو جنت میں مومن مردوں اور مومن عورتوں کے ساتھ ازدواجی رشتہ میں بندھے ہوں گے اور انہیں بطور انعام ملیں گے۔ ان جوڑوں کی کیفیت کیا ہو گی؟ اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ انسان کو اس کا علم اسی وقت ہو گا جب وہ جنت میں جائے گا۔

مذکورہ بالا تشریح سے آپ کے دوسرے سوال کا بھی جواب مل جاتا ہے کہ کیا عورت صرف مرد کے لیے پیدا کی گئی ہے؟ کیونکہ اسلام کے نزدیک مرد و عورت دونوں ایک دوسرے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ اور عقلمند میاں بیوی اس حقیقت کو سمجھ کر اس دنیا کو بھی اپنے لیے جنت بنا لیتے ہیں اور جنت میں بھی ایک دوسرے کی روحانی ترقی میں ممد و معاون ثابت ہوں گے۔

سوال: امریکہ سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار بھجوایا کہ امانتاً دفن کیے گئے شخص کی میت کو جب بہشتی مقبرہ منتقل کیا جاتا ہے تو اس کی دوبارہ نماز جنازہ کیوں پڑھی جاتی ہے، جبکہ اسے فوت ہوئے کئی سال کا عرصہ گزر چکا ہوتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ ۱۲/ اپریل ۲۰۲۲ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: نماز جنازہ ایک دعا ہے جو مرحوم کی مغفرت اور بلندی دُرجات کے لیے پڑھی جاتی ہے۔ اور جنت میں تو لامتناہی مقامات ہیں۔ اسی لیے نماز جنازہ کے بعد بھی لوگ مرحومین کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں اور جب ان کی قبروں پر جاتے ہیں تو وہاں بھی ان مرحومین کی بلندئ درجات کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اور یہ سارے امور آنحضور ﷺ کی سنت سے ثابت ہوتے ہیں۔

چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ ایک شخص جو مسجد کی صفائی ستھرائی کا کام کیا کرتا تھا ایک رات فوت ہو گیا اور لوگوں نے اسے دفن کر دیا۔ اگلے دن حضور ﷺ نے اس شخص کی بابت دریافت کیا تو آپؐ کو بتایا گیا کہ وہ فوت ہو گیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے مجھے اطلاع کیوں نہیں کی۔ پھر حضور اس شخص کی قبر پر تشریف لے گئے اور وہاں اس کی نماز جنازہ ادا کی۔ (صحیح بخاری کتاب الصلاۃ) اسی طرح حضرت عقبہ بن عامرؓ کی روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم باہر تشریف لائے اور شہدائے اُحد کے لیے اس طرح دعا کی جس طرح میت کے لیے دعا کی جاتی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجنائز)

باقی کسی امانتاً دفن ہونے والے شخص کی میت کی منتقلی پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا ضروری نہیں ہے، لیکن اگر پڑھ لیا جائے تو اس میں کوئی ہرج کی بات بھی نہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کی وفات پر انہیں ۱۱؍اکتوبر ۱۹۰۵ء کو امانتاً دفن کیا گیا تھا، کیونکہ حضور علیہ السلام کی منشا تھی کہ بہشتی مقبرہ کے قیام پر ان کی میت کو بہشتی مقبرہ منتقل کیا جائے۔ لہٰذا ۲۶؍دسمبر ۱۹۰۵ء کو حضرت مولوی صاحب کی میت کو بہشتی مقبرہ منتقل کرتے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی دوبارہ نماز جنازہ ادا کی۔

(الحکم نمبر ۳۶، جلد ۹، مورخہ ۱۷؍اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۔ اور الحکم نمبر ۱، جلد ۱۰، مورخہ ۱۰؍جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۶)

پس یہی ہمارا طریق ہے کہ میت کی منتقلی پر بعض اوقات ہم دوبارہ نماز جنازہ پڑھ لیتے ہیں۔ اور بعض اوقات نئی قبر تیار ہونے پر صرف دعا کر لی جاتی ہے۔ دونوں طریق ہی درست ہیں۔

(بحوالہ الفضل انٹر نیشنل 29 اپریل 2023ء)

Love For All Hatred For None

Nasir Shah (Prop.)
Gangtok, Sikkim

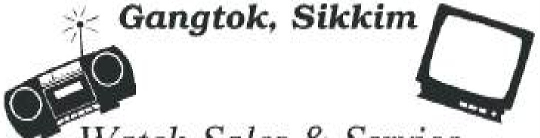

Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. and C.D. Players
are available here

Near Ahmadiyya Muslim Mission
Gangtok, Sikkim
Ph.: 03592-226107, 281920

NAVNEET JEWELLERS

Ph.: 01872-220489 (S)
220233, 220847 (R)

CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO

FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS

(All kinds of rings & "Alaisallah" rings also sold here)

Navneet Seth, Rajiv Seth
Main Bazzar Qadian

NUSRAT
MOTORS RE-WINDING

Cell : 9902222345
9448333381

Spl. in :
All Types of Electrical Motor Re-Winding,
Pump Set, Starters & Panel Repairing Centre.

HATTIKUNI ROAD, YADGIR - 585201

Consequences of Physical Inactivity

Physical inactivity

- Lead to energy imbalance (e.g., expend less energy through physical activity than consumed through diet) and can increase the risk of becoming overweight or obese.14
- Increase the risk of factors for cardiovascular disease, including hyperlipidemia (e.g., high cholesterol and triglyceride levels), high blood pressure, obesity, and insulin resistance and glucose intolerance.1,5,6
- Increase the risk for developing type 2 diabetes.1,7
- Increase the risk for developing breast, colon, endometrial, and lung cancers.1
- Lead to low bone density, which in turn, leads to osteoporosis.

(Physical Activity Guidelines Advisory Committee. 2018 Physical Activity Guidelines Advisory Committee Scientific Report. Washington, DC: US Dept of Health and Human Services; 2018.)

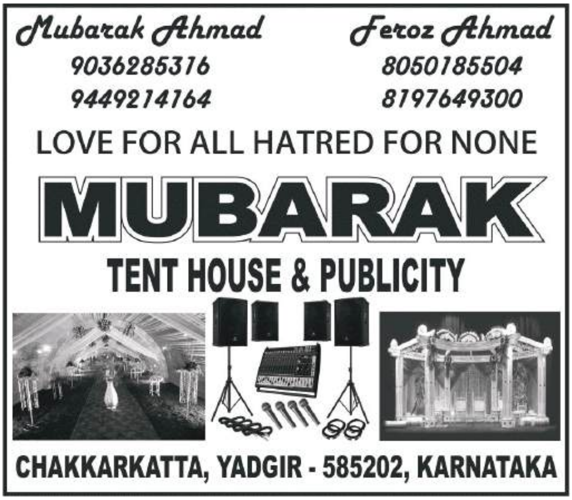

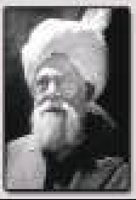

فتاویٰ مصلح موعودؓ

دوسری شادی نکاح ثانی

ہماری جماعت میں بعض ایسے نکاح ہو چکے ہیں جو میرے زمانہ خلافت سے پہلے کے ہیں۔ اس میں بعض مصالح کی وجہ سے میں دخل نہیں دیتا مگر جو اب دوسرا نکاح کرتا ہے وہ چونکہ اس معاہدہ سے کرتا ہے کہ عدل وانصاف کرے گا۔ اگر وہ اس کے خلاف کرے تو اس سے مقاطعہ کرنا چاہئے کیونکہ کوئی ایک کو مرتد کرتا ہے کوئی دو کو مگر ایسا آدمی لاکھوں کو اسلام سے متنفر کرتا ہے اور ہماری آنکھیں دشمن کے مقابلہ میں نیچی کراتا ہے۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ ایسی شادیاں اس سال بھی ہوئی ہیں اور لوگ یہ جانتے ہوئے ان میں شامل ہوتے ہیں کہ پہلی بیوی سے تعلق نہ رکھا جاوے گا ایسے لوگ خواہ کتنے ہی عزیز ہوں ان سے سختی سے برتاؤ کرنا چاہئے۔ اور ان سے تعلق نہیں رکھنا چاہیئے۔ یہ نکاح جنہوں نے کئے ہیں میرے نزدیک وہ لوگ ایسے ہیں جیسے کہ مر گئے۔ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۴ء : - صفحہ ۲۶)

ہر بیوی کے لئے علیحدہ علیحدہ مکان ہونی چاہئیں

ہمارے ملک میں ۸۰ فیصدی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دو عورتوں کو پیٹ بھر کر روٹی نہیں دے سکتے۔ ایسے لوگوں کے لئے فواحدۃ کا حکم ہے کہ وہ ایک ہی شادی کریں باقی ہیں فیصدی لوگ رہ جاتے ہیں ان میں بعض لوگ عدل نہیں کر سکتے۔ بعض کے قومی جسمانی مضبوط نہیں ہوتے بعض کے جسمانی قوئی تو مضبوط ہوتے ہیں اور اس صورت میں وہ دو یا دو سے زیادہ عورتیں کر سکتے ہیں مگر الگ الگ مکان بیویوں کے لئے نہیں بنا سکتے۔ حالانکہ شریعت یہ کہتی ہے کہ بیویوں کے لئے علیحدہ علیحدہ مکان ہونے چاہئیں۔ ہماری شریعت میں اس قسم کے جھگڑے بہت ہوتے ہیں کہ مرد اپنی بیویوں کے لئے علیحدہ علیحدہ مکان نہیں بنواتے تو ان معنوں کی رو سے جو میں نے عدل کے کئے ہیں تو میں سے کوئی ہی ہوگا جو ایک سے زیادہ شادیاں کر سکتا ہے۔

(خطبات محمود، جلد ۳ صفحہ ۴۷، ۴۸)

بیوی کو مارنا گالی دینا درست نہیں

یہاں عام طور پر عورتیں شاکی ہیں کہ خاوند گالیاں دیتے ہیں۔ گالی دینا کمزوری اور بزدلی کی علامت ہے۔ بعض وجوہات سے اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر حاکم بنایا ہے لیکن یونہی مارنا پیٹنا اور گالیاں دینا جائز نہیں۔ گالیاں تو کسی صورت میں جائز نہیں۔ مارنا بھی مجبوری کے وقت جب عورت کھلی کھلی بے حیائی کرے وہ بھی اتنا کہ جسم پر نشان نہ پڑے۔ عورتوں سے رافت اور حسن سلوک کا حکم ہے۔

(الفضل ۲۲ ستمبر ۱۹۲۱ - جلد ۹ نمبر ۲۳ صفحہ ۸)

میاں بیوی کے حقوق

سوال: میرا خاوند کسی غیر ملک میں بغرض ملازمت جاتا ہے اور مجھے بھی ساتھ جانے کے لئے مجبور کرتا ہے؟

جواب: عورت کو خاوند کی اطاعت ضروری ہے چلے جائیں۔

(الفضل ۲۷ جولائی ۱۹۱۵ء - جلد ۲۳ نمبر ۱۵ صفحہ ۱)

DIARY DOSE

اور بہت سے پروگرام ہیں۔ آپ جو ان سطور کے قارئین ہیں، ایم ٹی اے کے ناظرین بھی ہیں۔ اس قدر عرض کر دیتا ہوں کہ آپ کو ایم ٹی اے کے وسیع canvas پر پھیلے ہوئے جو رنگا رنگ پروگرام نظر آتے ہیں، ان میں جو بھی خیر کا پہلو ہے وہ حضور ہی کی رہنمائی کا مرہونِ منت ہے۔ جو چیز آپ کو کہیں پسند نہ آتی ہو، وہ ہماری کوتاہی ہے اور اس کے لئے میں اپنی کوتاہی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ سے معذرت بھی کرتا ہوں اور دعا کی درخواست بھی۔

آج موقع ہے تو کچھ ایسے امور بھی بتاتا چلوں جو قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوں گے۔ حضور کی نظر پروگراموں کے مواد پر تو رہتی ہی ہے، مگر یہ سبق بھی حضور ہی سے حاصل ہوا کہ جو آدمی ایم ٹی اے پر بیٹھا ہے، وہ جماعت کا نمائندہ ہے۔ اس کا حلیہ بھی ایسا ہونا چاہیے کہ جماعتی وقار پر کوئی آنچ نہ آئے۔

محترم شہزاد احمد صاحب، جو اب مربی بن چکے ہیں ریویو آف ریلیجنز میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں حضور کی خدمت میں اپنی فیملی کی ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے۔ کچھ روز پہلے وہ بیکن آف ٹروتھ میں شریکِ گفتگو ہوئے تھے۔ وہ خاصے خوش لباس بھی ہیں۔ مگر ملاقات میں حضور نے انہیں فرمایا کہ پروگرام لگا ہوا تھا تو میری نظر اتفاقاً ٹی وی پر پڑی۔ تم نے بغیر کالر کی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ اگرچہ اوپر blazer بھی تھا مگر بغیر کالر کے آدمی informal لگتا ہے۔ اگر ٹائی نہ بھی لگانی ہو تو قمیص کالر والی ہونی چاہیے۔ یہ بھی فرمایا کہ اگر ٹائی کے بغیر کالر والی شرٹ ہو تو اس میں بھی یہ احتیاط ہو کہ چھاتی کے بال نہ نظر آتے ہوں۔ انہوں نے یہ بات ہمیں آ کر بتائی تو ہم نے تمام شرکائے پروگرام، بلکہ تمام پروگراموں کے لئے یہ پالیسی بنا لی کہ اگر پتلون قمیص پہننی ہو تو یا تو ٹائی استعمال ہو، یا پھر قمیص کالر والی ہو۔

محترم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتیٔ سلسلہ ہیں۔ مگر مجال ہے کہ ان کے حلیہ سے کوئی بتا سکے کہ بلند پایہ عالمِ دین ہیں۔ عام زبان میں اسے سادگی کہتے ہیں، سو مولانا کمال درجہ کے سادہ آدمی ہیں۔ نہ لباس میں کوئی تکلف نہ بول چال کے انداز میں۔ بول چال کا اپنا ہی ایک انداز ہے، اچانک رسمی اختتامیہ کے بغیر بات کو ختم کر کے فیض کا مصرعہ یاد دلاتے ہیں کہ ”۔۔۔ جو رکے تو کوہِ گراں تھے ہم“۔ ایک مرتبہ آپ لندن آئے ہوئے تھے تو اپنی تمام تر سادگی کے ساتھ راہِ ہُدیٰ کے سٹوڈیو گیسٹ بنے۔ انہوں نے ایک پھولدار سا، مگر نہایت سادہ سویٹر پہن رکھا تھا۔ اگلے ہفتہ جب سٹوڈیو میں پروگرام کے لئے تشریف لائے تو آتے ساتھ وہ سویٹر اتار کر سائڈ پر رکھ دیا۔ مجھے تو نہ تب اعتراض کرنے کی مجال تھی اور نہ اب یہ پوچھنے کی ہمت کہ آج یہ سویٹر اتار کر رکھنے کے پیچھے کیا حکمت ہے۔ خود ہی بتانے لگے کہ پروگرام کے کچھ دن بعد میری ملاقات تھی۔ میں گیا ہی ہوں تو حضور نے فرمایا کہ ’تُسی بڑا پھُل دار سویٹر پا کے بیٹھے سی‘‘ (آپ بڑا پھول دار سویٹر پہن کر بیٹھے ہوئے تھے)۔ کہنے لگے کہ حضور نے منع تو نہیں فرمایا، مگر شاید اس میں اشارہ ہو کہ لباس پروگرام کے لئے مناسب نہ تھا۔ اللہ انہیں صحت والی زندگی دے۔ ہمارے ایسے بزرگوں کے طفیل ہمیں وہ سبق قول و فعل دونوں سے ملتا ہے کہ خلیفۂ وقت کے اشارہ کو بھی یونہی خیال نہ کرو۔ ہر اشارہ ہمارے لئے واجب الاطاعت ہے۔ اگر کسی اشارہ میں بظاہر کوئی حکم نہیں بھی ہے تو اس میں سے ممکنات کو تلاش کرو اور ان پر عمل کرو۔

پروگرام ”راہِ ہُدیٰ“ ہفتہ کی شام نشر ہوتا ہے۔ ایک روز ہفتہ کی صبح خط بنانے اور داڑھی کو تراشنے لگا تو مشین کی کنگھی ایسی تھی کہ ذرا زور سے دباؤ تو دب کر چھوٹے نمبر پر چلی جاتی تھی۔ میں نے بڑے اعتماد سے ٹھوڑی کے بالکل درمیان میں جو مشین چلائی تو کنگھی کا نمبر بالکل آخری نمبر چلا گیا۔ عجیب حادثہ تھا۔ داڑھی بالکل بیچ میں سے تقریباً غائب ہوگئی تھی۔ کچھ سمجھ نہیں آتا تھا کہ کیا کروں۔ کبھی مشین کو کوستا کبھی اپنی حماقت کو۔ اب پروگرام یوں تو نہیں کیا جاسکتا تھا کہ ڈاکوؤں جیسی لمبی لمبی قلمیں رکھ کر پروگرام میں بیٹھ جاؤں۔

واحد حل یہی تھا کہ تمام داڑھی کو برابر کرلیا جائے، سو یہی کیا۔ مگر اب داڑھی بہت چھوٹی ہوجانے کے باعث مونچھیں بھی اپنی چادر سے زیادہ پاؤں پھیلائے ہوئے لگتی تھیں۔ پروگرام ہوگیا۔ اگلے روز جب حاضر ہوا تو اندر جاتے ہی بڑی محبت سے ارشاد فرمایا کہ ''میں نے پروگرام کا تھوڑا سا حصہ دیکھ لیا تھا، اور یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ مشین کچھ زیادہ چل گئی ہے''۔ شرمندگی اور ندامت کے ساتھ پورا قصہ بیان کر دیا۔ حضور تبسم فرماتے رہے، مگر میں سخت شرمندہ ہوتا رہا کہ حضور نے سب سے پہلے اس بات کا ذکر فرمایا ہے تو یہ عام نہیں خاص بات ہے۔ یعنی جو لوگ ایم ٹی اے پر آئیں، ان کے حلیہ ایسے نہ ہوں کہ جماعتی وقار کے خلاف دکھائی دیں۔ اگرچہ داڑھی بالکل غائب تو نہ ہوئی تھی مگر اچانک اتنی نمایاں تبدیلی سے لوگ چونک ضرور گئے ہوں گے۔

ایک مرتبہ حضور انور کی طرف سے کچھ تحقیق کا کام سپرد ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام میں ایسے جیسے غیب سے مدد فرمائی۔ حکم ملنے کے اگلے ہی روز نکل کھڑا ہوا اور چند گھنٹوں میں جس مواد کی تلاش تھی، حاصل ہوگیا۔ میں نے لائبریری ہی سے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو فون کر کے درخواست کی کہ اگر موقع مناسب ہو تو حضور انور سے پوچھ لیں کہ میں شام کی ملاقاتوں کے وقت حاضر ہوجاؤں اور یہ مواد پیش کر دوں۔ حضور انور نے از راہِ شفقت اجازت مرحمت فرمائی کہ شام کی آخری ملاقات کے بعد حاضر ہوجاؤں۔ حاضر ہوا۔ مغرب کی اذان ہو رہی تھی اور حضور اپنی کرسی پر سے اٹھنے ہی والے تھے۔ میرے ہاتھ میں کاغذات دیکھ کر فرمایا ''کیا لائے ہو؟'' اور اپنے پاس یعنی جدھر حضور کی کرسی ہوتی ہے، ادھر بلالیا۔ میں پاس کھڑا ہو کر حضور کو تحقیق کے بارہ میں بتاتا رہا، حضور سنتے رہے۔ حضور نے پوری بات سن کر میری حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔ پھر اچانک میں نے دیکھا کہ حضور میرے جوتوں کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔ میں گھبرا سا گیا تو فرمایا ''یہ جوتے کہاں سے لئے ہیں؟''۔ میں نے عرض کر دی۔ بات یہ تھی کہ جوتے سادہ سے ہی تھے مگر ان کا ڈیزائن کچھ نامانوس قسم کا تھا۔ فرمایا ''یہ جوتے پروگرام میں تو نہیں پہن کر بیٹھتے؟''۔ عرض کی کہ جی نہیں حضور۔ اس کے بعد آپ نے کچھ نہ فرمایا اور دفتر سے تشریف لے جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ساتھ میری گھبراہٹ دیکھ کر مسکراتے اور ہنستے بھی جاتے۔ میں باہر آکر بھی اس بات سے لطف لیتا رہا کہ حضور کس باریکی سے مشاہدہ فرماتے ہیں۔ میں عرض تو نہ کرسکا کہ حضور میں تو آپ سے ملاقات کے لئے بھی کبھی یہ جوتے پہن کر حاضر نہ ہوتا اگر بسوں ٹرینوں میں سفر کرتا سیدھا نہ آرہا ہوتا، مگر یہ عرض بھی کس لئے کرتا۔ حضور کے در سے ایک اور سبق اٹھالانے اور اپنے رفقاء کار تک بھی پہنچانے کا سبب اللہ نے پیدا فرمایا تھا۔ یعنی یہ کہ پروگرام میں ایسی باتوں کا بھی خیال کیا جائے جو عام طور پر نظر انداز ہوجاتی ہیں۔ حضور ہماری ہی نہیں ناظرین کی نفسیات کا بھی خوب علم رکھتے ہیں۔ نفسیات میں پڑھ رکھا تھا کہ اچھے ادارے جب ملازمت کے لئے امیدواروں کا انٹرویو لیتے ہیں تو ایک ماہر نفسیات کو بھی بلاتے ہیں۔ وہ ماہر نفسیات باہر جاکر اگلے امیدوار کا نام پکارتا ہے اور اسے انٹرویو کے کمرہ تک چلنے کا کہتا ہے۔ امیدوار آگے چلتا ہے اور ماہر نفسیات پیچھے پیچھے۔ مگر پیچھے چلتے وہ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ امیدوار نے بال صرف سامنے سے سنوارے ہیں یا پیچھے سے بھی۔ جوتے صرف سامنے سے چمکالئے ہیں یا پیچھے سے بھی صاف کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ امیدوار صرف ظاہرداری کا قائل ہے یا کام میں گہرائی بھی ہوگی۔ ہمارے پیارے امام نے اس باریکی سے ان باتوں کا خیال رکھا تاکہ ناظرین پر کسی بھی طرح کا کوئی منفی تاثر پیدا نہ ہو۔

یہ تو تھے سلسلہ وار پروگرام جن میں ہمیں حضور انور کی طرف سے بڑی باریکی، بڑی گہرائی کے ساتھ توجہ اور رہنمائی حاصل رہی۔ حضور کی توجہ ایم ٹی اے کے دیگر پروگراموں پر بھی کس طرح حاصل رہتی ہے

بات چل رہی تھی ایم ٹی اے کے پروگراموں کے سلسلہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے قدم قدم پر ملنے والی ہدایات کی۔ کچھ سلسلہ وار پروگراموں کا ذکر ہوگیا۔ مگر ایم ٹی اے پر بہت سے پروگرام ایسے ہیں جو وقتاً فوقتاً ایم ٹی اے پر نشر ہوتے

رہے اور ان کے لئے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ازراہِ شفقت و محبت ہدایات حاصل ہوتی ہیں اور ہماری رہنمائی کا سبب بنتی ہیں۔

ایک بات جو حضور نے متعدد مرتبہ پروگراموں کے ضمن میں فرمائی وہ یہ ہے کہ ’’ایم ٹی اے کے ہر پروگرام کا مقصد اسلام کی تعلیم کو دنیا تک پہنچانا ہونا چاہیے‘‘۔

یہ سبق بھی حضور ہی سے حاصل ہوا کہ اسلام کو پھیلانے کا کام تب تک نہیں ہوسکتا جب تک ہم یہ نہ دیکھتے رہیں کہ خلیفۂ وقت کی نگاہ کس طرف ہے۔ اور یہاں یہ دلچسپ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ خلیفۂ وقت کی نگاہ تو 360 ڈگری کے زاویہ پر دیکھنے کی خداداد صلاحیت رکھتی ہے۔ خطباتِ جمعہ ہی کو لیں تو کون سا موضوع ہے جس کی طرف توجہ نہیں۔ مذہب پر ہونے والے حملے، اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ، لامذہبی کا بڑھتا ہوا رجحان، احمدیت پر اٹھائے جانے والے سوالات، تبلیغی مساعی کی سمت، تربیتی امور، نوجوان نسل کی تعلیم و تدریس، اور سب سے بڑھ کر وہ مقاصد جو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی بعثت کے بیان فرمائے، یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد۔

کوشش یہ کی جاتی ہے کہ حضور انور کی نگاہِ مبارک جس وقت جس طرف ہو، اس کے مطابق ایم ٹی اے کے پروگراموں کو ڈھالا جائے۔ خاکسار خود بھی کوشش کرتا ہے کہ یاد رکھے اور اپنے رفقاء کار کو بھی یاد دلاتا رہتا ہے کہ ایم ٹی اے کے اصل پروگرام تو حضور انور کے خطبات اور خطابات ہیں، باقی جو کچھ ہم بناتے ہیں ان کی حیثیت fillers سے زیادہ نہیں۔ ضروری یہ ہے کہ ان فلرز کی سمت بھی حضور انور کی نگاہِ مبارک سے ہم آہنگ اور ہم رنگ ہو۔ ہم لاکھ کوشش کرلیں، یہ حضور انور کی رہنمائی کے بغیر ممکن نہیں۔ اگر ہمیں معین طور پر معلوم ہو بھی جائے کہ حضور کا منشاء مبارک کیا ہے، اسے کسی پروگرام کا جامہ پہنانے سے قبل حضور سے رہنمائی کی درخواست اس ارادہ میں خیر و برکت کا باعث ہوجاتی ہے، بلکہ اگر کچھ اصلاح طلب امر ہو تو وہ بھی حضور کی شفقت سے درست سمت پر آجاتا ہے۔

پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کی کس کو خبر نہیں۔ اور اس بات کی بھی کس کو خبر نہیں کہ پاکستانی حکومت جماعت احمدیہ کو طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کرنے کے لئے کیا کچھ نہیں کرتی۔ دو سال قبل حکومتی اہلکاروں اور قانون نافذ (بلکہ لاقانونیت نافذ کرنے والے) اداروں نے جماعت احمدیہ کے لٹریچر کی اشاعت اور ترسیل پر پابندی عائد کردی۔ پریس بند کردیا گیا۔ جہاں جہاں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتب موجود تھیں، وہاں چھاپے مار کر ان کتب کو قبضہ میں بھی لے لیا اور ان کی کہیں بھی موجودگی کو قانون شکنی قرار دے دیا۔ کیا لائبریریاں، کیا اشاعتی ادارے، کیا تعلیمی ادارے، ہر جگہ سے کتب کو اٹھانا پڑا۔

انہی دنوں حضور انور نے ایک خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ اگرچہ پاکستانی حکومت کوشش کر رہی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب تک دنیا کی رسائی کو روک دے، مگر وہ ایسا نہ کرسکیں گے کیونکہ اب تو یہ کتب انٹرنیٹ کے ذریعہ جماعت کی ویب سائٹ پر بھی موجود ہیں اور دنیا بھر میں شائع بھی ہو رہی ہیں۔ ساتھ حضور نے فرمایا کہ ایم ٹی اے کو بھی ان کتب کے درس نشر کرنے کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیے۔

اس ارشاد کے سنتے ہی اس کی تیاری شروع کردی گئی۔ اگرچہ ایم ٹی اے پر درسِ ملفوظات و تحریرات حضرت مسیح موعودؑ نشر ہوتا تھا، مگر شیڈولنگ کے شعبہ سے درخواست کی گئی کہ ان دروس کو دن میں زیادہ مرتبہ نشر کیا جائے۔ ساتھ ہی تین نوجوان مربیان کو تیار کردیا کہ بامید منظوری ہم انگریزی میں بھی درس کی طرز پر پروگرام شروع کریں گے۔ سو تیاری پکڑو! پہلی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی ہوگی، طرز گفتگو کی ہوگی مگر ذاتی آراء سے زیادہ کتب سے اقتباسات پڑھ کر سنائے جائیں گے۔ یہ تینوں مربیان جو حضور انور ہی کے تیار کردہ مربیان ہیں، فوراً راضی ہو کر اس تیاری میں لگ گئے۔ پروگرام کا ایک مجوزہ خاکہ تیار کرکے خاکسار اسی روز شام کو مسجد فضل حاضر ہوا۔ حضور انور مغرب کی نماز پڑھا کر مسجد سے باہر تشریف لائے تو اختصار سے تجویز پیش کردی۔ حضور نے چلتے چلتے بات سنی اور منظوری مرحمت فرمائی۔ ساتھ فرمایا ’’انگریزی میں یہاں سے کرلو، ربوہ والوں سے

کہو اردو میں بنا کر بھیجیں، جرمنی والے جرمن زبان میں اسی طرز پر پروگرام کریں"۔

ارشاد کی تعمیل میں مذکورہ سٹوڈیوز کو بھی ہدایت بھجوا دی گئی اور یہاں انگریزی زبان میں پروگرام کی تیاری شروع ہوئی۔ پروگرام میں وقتاً فوقتاً وہ مربیان شامل ہونے لگے جو جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل ہیں۔شعبہ پروڈکشن نے بھی حضور انور کے خطبہ جمعہ میں فرمودہ ارشاد کو سُن کر بھرپور تعاون کیا اور پروگرام ریکارڈ ہو کر نشر ہونے لگے۔ پروگرام کا نام حضور کی منظوری سے In His Own Words رکھا گیا۔ پھر یہی پروگرام حسبِ ارشاد مذکورہ زبانوں میں تیار ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

یوں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی روشنی میں ایک پروگرام شروع ہوا جو حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے اقتباسات دنیا تک پہنچانے کا باعث بن رہا ہے۔

مختلف پروگراموں میں بعض موضوعات ایسے تھے جن پر محسوس ہوتا کہ غیر از جماعت احباب کی رائے بھی لینا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں پہلا قدم اٹھاتے ہوئے انقباض تھا کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جو ایم ٹی اے کے لئے مناسب نہ ہو اور اصل موقف پہنچانے کی بجائے مطمحِ نظر ہی تبدیل ہو جائے۔ یا کوئی بات ہو جو بدمزگی کا باعث ہو۔حضور انور کی خدمت میں بغرضِ رہنمائی درخواست کی گئی تو حضور نے رہنمائی فرمائی۔ فرمایا کہ جس کو بھی بلانا ہے اس سے میل ملاقات ایسی ہو کہ اس کے مزاج اور طبیعت سے واقفیت حاصل ہو چکی ہو۔ پھر یہ بھی کہ عام طور پر تعلیم یافتہ لوگ اپنی گفتگو میں محتاط ہوتے ہیں۔ دیکھ بھال کے بلا لو۔

اب ہم نے پروگرام کی تیاری شروع کر دی اور تعلیم یافتہ لوگ جو جماعت کے بارہ میں گفتگو کر سکتے ہوں، انہیں ہم پروگراموں میں دعوت دینے لگے۔

مگر اس تعلیم یافتہ طبقہ کی طرف جانے سے پہلے ایم ٹی اے پر اوّل اوّل غیروں کے آنے کا احوال بھی ضروری ہے۔ جب 2010 میں جماعت احمدیہ کی مساجد پر حملے ہوئے اور کچھ کم ایک صد کے قریب معصوم احمدیوں نے اپنی جانیں راہِ مولا میں قربان کر دیں، تو راہِ ہُدیٰ میں پاکستانی حکومت کے نام نہاد اعلیٰ طبقہ کے اربابِ اختیار کے انٹرویو کرنے کا ایک موقع میسر آ گیا۔ مختصر ذکر پہلے کسی مضمون میں آ چکا ہے۔ آج اس کی کچھ تفصیل عرض کرتا ہوں۔

حضور انور سے خاکسار نے اجازت چاہی کہ کچھ روشن خیال دانشوروں سے انٹرویو کر کے پروگرام میں شامل کر لئے جائیں جو اس ظلم اور بربریت کی مذمت کریں اور عامۃ الناس کے دل پر مثبت اثر ہو۔حضور انور کی اجازت سے عابد حسن منٹو، آئی اے رحمٰن، منیزہ ہاشمی، بیرسٹر حامد خان، روئیداد خان، شیری رحمان، سرتاج عزیز، اقبال اخند، اشرف لیاقت علی (ولد لیاقت علی خان)، اقبال حیدر، امتیاز عالم اور بعض اور مشاہیر کے انٹرویو اسی دور میں ریکارڈ اور نشر کئے گئے۔

ان سب نے اپنے انٹرویوز میں جماعت احمدیہ کے خلاف ہونے والے مظالم پر کھل کر مذمت کی اور احمدیوں اور دوسرے ناظرین، سبھی نے ان کی باتوں کو بہت سراہا۔ انہیں خوشی ہوتی کہ اب بھی معاشرہ میں ایسے لوگ ہیں جو ظلم کو ظلم کہنے کی ہمت رکھتے ہیں۔ اس دوران میں نے یہ مشاہدہ کیا کہ ان میں سے جس کے بارہ میں بھی حضور سے اجازت چاہی، حضور نے نہ صرف اجازت مرحمت فرمائی بلکہ ان میں سے اکثر کے مزاج اور رجحان کے بارہ میں رہنمائی سے نوازتے رہے۔ یہ رہنمائی بھی حضور سے حاصل ہوتی رہی کہ کس سے کیسا سوال پوچھا جائے۔ بحیثیت احمدی میرا ایمان تو ہمیشہ سے ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ خلیفۂ وقت کو اپنی جناب سے نورِ فراست و ذکاوت عطا فرماتا ہے، مگر اس کا تجربہ مجھے ان ایام میں ہوا۔ ان سطور میں مجھے یہ اقرار کرنے دیجیے کہ مجھے پہلی مرتبہ اس بات کا بلاواسطہ تجربہ حاصل ہوا۔حضور نے جس طرح ان کے مزاجوں کے بارہ میں رہنمائی فرمائی، جس طرح سوالات میں رہنمائی فرمائی، جس طرح یہ سمجھایا کہ تم یہ پوچھو گے تو وہ یوں بچ نکلنے کی کوشش کرے گا، وہ سب میرے لئے ایک عظیم سرمایہ ہے۔ ان راہوں پر چل کر مجھے معلوم ہوا کہ یہ سب لوگ جنہیں دنیا دانشور کے طور پر جانتی ہے، اور بجا طور پر جانتی ہے، ان

سب کی عقل و دانش حضرت خلیفۃ المسیح کے مینارۂ فراست کے سامنے ہیچ ہے۔ کیسے نہ ہو؟ وہاں علومِ دنیا کا دعویٰ ہے، یہاں علومِ لدنیہ کا ثبوت۔ ایک ایسے ہی سابق بیوروکریٹ وسیاست دان نے گفتگو کرنے کی حامی بھری جو بڑے روشن خیال بھی ہیں اور جماعت کی حمایت میں بھی رائے دینے سے دریغ نہیں کرتے۔ ابھی یہ عرض کی ہی تھی کہ ان سے کل بات ہو گی، تو فرمایا کہ ''وہ بولے گا تو اچھا مگر کوئی منفعت بھی چاہے گا''۔ میں نے خیال کیا کہ شاید یہ ان صاحب کے ایک مخصوص قوم سے ہونے کے باعث ایک جملہ معترضہ تھا، کیونکہ ان کی قوم، جو ہجرت کے بعد کراچی میں آکر آباد ہوئی اپنی مالی منفعت پرستی کے باعث مشہور ہے۔ مگر اگلے روز ایسا ہی ہوا۔ انہوں نے انٹرویو تو ریکارڈ کروا ہی دیا مگر ساتھ ڈھکے چھپے لفظوں میں یہ بھی کہہ دیا کہ اگر ٹکٹ بھیجو تو لندن آکر یہ سب باتیں ریکارڈ کروادوں۔ مجھے اس بات کا بہت لطف آیا۔ میں نے جب ٹیلی فون انٹرویو کا احوال بیان کیا تو پوچھ بھی لیا کہ حضور، آپ کو کبھی ان سے واسطہ رہا ہے؟ فرمایا کہ براہِ راست تو کبھی نہیں واسطہ پڑا لیکن ان کے مزاج کا اندازہ تھا۔ اس سلسلہ میں حضور انور کی ہدایت ہمیشہ یہ رہی کہ ہر شخص جس کا انٹرویو کیا جانا ہو اسے پہلے واضح طور پر معلوم ہونا چاہیے کہ وہ جماعت احمدیہ کے ٹی وی چینل ایم ٹی اے کے لئے انٹرویو ریکارڈ کروا رہے ہیں۔ حضور کو معلوم تھا کہ پاکستان کا روشن خیال طبقہ بھی پاکستان کے شدت پسند گروہ کے دباؤ میں کھل کر رائے نہیں دینا چاہتا۔ لہذا انہیں کسی بھی طرح کا دھوکہ نہ ہو بلکہ واضح طور پر معلوم ہو کہ ان کی گفتگو ایم ٹی اے پر نشر ہوگی۔ سو اس بات کی ہمیشہ احتیاط کی گئی کہ انہیں بہت واضح الفاظ میں بتا دیا جائے کہ ان کی گفتگو جماعت احمدیہ کے چینل کے لئے ریکارڈ کی جا رہی ہے اور یہ کہ یہ نشر بھی ہوگی۔ اللہ کے فضل سے چند ایک کے سوا کسی کو انقباض نہ ہوا۔

جنہیں انقباض ہوا ان کے نام لینا مناسب نہیں کہ ہمیں ان کی تحقیر ہرگز مقصود نہیں۔ یہاں صرف ایک صاحب کا ذکر کر دیتا ہوں کیونکہ یہ بھی حضور انور کی ذاتِ بابرکات کے ایک بہت ایمان افروز زاویہ کو اجاگر کرے گا۔ یہ صاحب 1974 میں وزیرِ قانون تھے۔ انہی کے ہاتھوں پاکستان کے آئین میں وہ بدنامِ زمانہ، ظالمانہ ترمیم رقم کی گئی جسے دوسری ترمیم کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ واضح طور پر بتائیں کہ آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ بتایا کہ جناب آپ سے ہم اسی ترمیم کے بارہ میں پوچھنا چاہتے ہیں جس میں احمدیوں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ کہنے لگے کہ میں اس بارہ میں بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے انہیں بتایا کہ دیکھیں آپ کا یہ گریز بھی ریکارڈ ہو رہا ہے۔ آپ ایک صاحبِ علم، تجربہ کار ماہر قانون کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ آپ کے بھٹو صاحب (اور ان کے اہلِ خانہ سے بھی) تعلقات کا دنیا بھر کو اچھی طرح علم ہے۔ یہ فیصلہ بھٹو صاحب کے زمانہ میں ہوا۔ آپ ان کے دستِ راست تھے۔ آپ اس مسئلہ پر بات سے گریز کریں گے تو آپ کی قانونی مہارت کا بھانڈا دنیا کے سامنے پھوٹ جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ بس بات نہیں کرنی تو نہیں کرنی۔ یہ کہہ کر فون بند کر دیا۔ حضور کی خدمت میں احوال پیش کیا۔ میں نے کھل کر اظہار تو نہ کیا مگر حضور کو معلوم ہو گیا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان کی یہ گفتگو نشر کر دی جائے۔ حضور نے فرمایا کہ جب وہ بات نہیں کرنا چاہتا تو رہنے دو۔ کیا فائدہ۔ پھر ہم میں اور دوسرے چینلز میں کیا فرق رہ جائے گا۔ دوسرے چینل تو بلیک میل کرتے ہیں، مگر ہم ان کی خواہش کا احترام کریں گے۔ پس حضور انور سے یہ سبق حاصل کر کے ہمیشہ اس پر عمل کیا کہ کسی بھی دانشور کا انٹرویو یا اس کے انکار پر مبنی گفتگو نشر نہ کی گئی۔

ان دانشوروں کے انٹرویو ریکارڈ ہوتے رہے۔ نشر ہوتے رہے۔ لوگ بہت پسند بھی کرتے۔ اسی دوران حضور سے اجازت چاہی کہ جو ہمارے مخالف نام نہاد علما اور صحافی ہیں، ان کے انٹرویو بھی کئے جائیں۔ اجازت ملتے ہی ایسے علما اور صحافیوں سے رابطہ شروع کر دیا گیا۔ ان میں سے صفِ اوّل کے مخالف اور تن و توش کے اعتبار سے سب سے بھاری عالم کی گفتگو آج بھی محفوظ ہے۔ جس قدر گندی زبان ان صاحب نے استعمال کی، کیا ہی کوئی تھڑے باز بدمعاش کرتا ہو گا۔ مگر اسے نشر نہ کیا گیا۔ وہ تو خیر اس قابل بھی نہ تھی کہ کسی شریف

مجلس میں سنی جائے، نشر کیا کرتے۔

ان کے بارہ میں بھی حضور فرما چکے تھے کہ بات کر ضرور لو، مگر شاید وہ نشر کرنے کے لائق ہی نہ ہو۔ اور بالکل ایسا ہی ہوا۔

ایک صاحب جو ایک مفتی کی حیثیت سے پاکستان بھر کے چینلز پر نظر آتے ہیں ان سے بھی بات ہوئی۔ انہیں چاند اور سورج کی گواہی نظر آئے نہ آئے، عید کا چاند ضرور دکھائی دے جاتا ہے۔ انہوں نے اپنا ٹی وی والا ٹھہرا ٹھہرا، باوقار اندازِ گفتگو بالائے طاق رکھا اور وہ دریدہ دہنی کی کہ حیران کر کے رکھ دیا۔ بہت کہا بھی کہ جناب مفتی صاحب، یہ آپ کی زبان کو کیا ہو گیا، مگر وہ تو جیسے ادھار کھائے بیٹھے تھے۔ ان کی یہ بدزبانیاں بھی محفوظ ہیں مگر حضور کے ارشاد کی تعمیل میں کبھی نشر نہ کی گئیں۔

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ جب ان نام نہاد علماء کے انٹرویو کی اجازت کی درخواست کی گئی تو حضور نے ایک بہت ہی پیاری بات ارشاد فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ ”اچھی بات ہے، مخالفین کا نکتہ نظر بھی سامنے آجائے گا اور انہیں بھی کچھ کہنے کا موقع مل جائے گا“۔ اب دیکھئے، غیر ہمارے نکتہ نظر اور ہمارے موقف کو بیان کرنے کا کوئی موقع فراہم نہیں کرتے۔ مگر حضور کو اس بات کا بھی خیال تھا کہ ان کا موقف بھی اگر آسکے تو آجائے تا کہ بحث کا بنیادی اصول برقرار رہے۔ انہیں یہ عزت کہاں راس آتی، البتہ ہمیں ایک عظیم تعلیم ضرور ہاتھ آ گیا۔

پھر سیاست دانوں سے انٹرویو بھی ایک عجیب یادگار بن کر رہ گئے ہیں۔ حالات کے پیش نظر اندیشہ یہ تھا کہ یہ اربابِ اختیار گفتگو سے گریز کریں گے۔ جماعت احمدیہ پر ظلم کی داستان دنیا کے ہر چینل نے دکھادی تھی اور حکومت کی طرف سے اس ظلم کی پشت پناہی پر بھی بات ہو رہی تھی۔ حکومت کے پتلے اس ظلم پر کیا بات کرتے۔ پھر یہ کہ ان سے رابطہ کیسے ممکن ہو گا۔

حضور کی خدمت میں صورتحال عرض کی۔ فرمایا ”کرو۔ ضرور کرو۔۔۔ پکڑو انہیں اور پوچھو!“

اب تو یہ حکم بن گیا تھا۔ اب تو ان کو پکڑنا ہی تھا۔ سو کوشش شروع کر دی گئی۔ حکومتی محکموں اور وزارتوں کی ویب سائٹس پر جا کر وہاں درج ٹیلی فون نمبروں پر کوشش کی گئی۔ مگر پاکستان کے سرکاری دفاتر کا احوال کس سے پوشیدہ ہے۔ اگر پوشیدہ ہے تو ان دفاتر کے احوال میں بس اسقدر عرض کر دیتا ہوں کہ

ایسی بستی سے تو بہتر ہے بیاباں ہونا

کہیں وزیر سارا سال آتا ہی نہیں۔ کہیں سٹاف کو ہدایت ہے کہ وزیر کسی سے بات نہیں کرے گا۔ کہیں سٹاف کو خود یہ لالچ ہے کہ کوئی بھی معاملہ ہو، ہم اس میں سے رشوت کی سبیل نکال لیں۔ یا رشوت کی نہیں تو کوئی اور سبیل ہی ہو جائے۔ مثلاً، بغیر کسی مبالغہ کے عرض ہے کہ ایک وزیر صاحب کے دفتر میں کئی مرتبہ فون کیا۔ ان سے بات نہ ہو پاتی۔ جو صاحب فون اٹھانے کی ڈیوٹی پر تعینات تھے، ایک روز کہنے لگے کہ آپ روزانہ لندن سے فون کرتے ہیں، آپ لندن ہی میں رہتے ہیں یا یہاں سے گئے ہوئے ہیں؟ بتایا کہ یہیں رہتا ہوں، کیوں، کیا ہوا؟ کہنے لگے کہ آپ کے پاس وہاں کی نیشنلٹی ہے؟ کوفت تو ہوئی مگر بتایا کہ ہاں ہے تو سہی۔ کیوں؟ کہنے لگے کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی طرح مجھے وہاں پر بلالیں، میں سرکاری نوکری سے تنگ آچکا ہوں۔ ان صاحب سے بڑی مشکل جان چھڑائی۔

مگر حضور کی دعا ساتھ تھی۔ ذہن میں خیال آیا کہ آخر ان سے رابطہ کا کوئی تو ذریعہ ہو گا، آخر یہی لوگ روزانہ کسی نہ کسی ٹی وی شو میں فون پر شریکِ گفتگو (بلکہ شریکِ خرافات) ہوتے رہتے ہیں۔ اس خیال کا آنا تھا کہ پاکستان کے ایک نجی ٹی وی چینل کو فون کیا۔ وہاں ایک نہایت شریف آدمی نے فون اٹھایا۔ میں نے تعارف میں اپنا نام بتایا اور یہ بھی بتایا کہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل سے کال کر رہا ہوں، اور مجھے فلاں وزیر کا نمبر درکار ہے۔ اس شریف آدمی نے اتنی جلدی مجھے نمبر لکھوا دیا کہ میں توقع بھی نہیں کر رہا تھا۔ اسے روک کر کہنا پڑا کہ بندۂ خدا، قلم کاغذ تو لینے دو۔ میں تو ہرگز توقع نہیں کر رہا تھا کہ نمبر اتنی جلدی اور اتنی سہولت سے مل جائے گا۔ (باقی آئندہ۔۔۔۔۔)

(وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے قسط 7 تا ۸ حصہ ششم)

(بشکریہ alislam.org)

سالانہ رپورٹ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

از مکرم محمد طارق معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی براہ راست رہنمائی میں مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا قدم ہر سال ترقی کی طرف بڑھتا جارہا ہے۔

گزشتہ ایک سال کے دوران مجلس پر جو افعال ہوئے ہیں ان کا مختصر ذکر اعداد وشمار کی روشنی میں پیش ہے۔

انڈیا میں اس وقت کل 863 جالس قائم ہیں اور لوکل قائدین کے علاوہ ضلعی طور پر نگرانی کے لئے 120 اضلاع میں ضلعی قائدین مقرر ہیں۔

امسال سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئندہ دو سال کے لئے مکرم شمیم احمد غوری صاحب کی بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت منظوری عنایت فرمائی۔

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے مجلس عاملہ تجویز رکر کے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے منظوری حاصل کی اور مجلس کے کاموں کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

انڈیا کی مجالس میں قائدین کے انتخابات کی کاروائی مکمل کروائی گئی۔بڑی تعداد میں مجالس مین قائدین مجالس کی نامزدگیا بھی کی گئیں۔

سال کے آغاز میں ہی 180 ضلعی ومقامی مجالس میں عہدیداران مجلس کے ریفرشر کورسز کا انعقاد کیا گیا۔ساتھ ہی مرکز سے آن لائین میٹنگز کا انعقاد شروع کیا گیا۔دوران سال 68 آن لائن میٹنگز کا انعقاد کیا گیا۔صدر مجلس اور مرکزی عاملہ کے ممبران نے ہنوستان بھر کی مجلس کے 21 دورے کئے۔

مجلس کے لئے یہ سال اس لحاظ سے بھی بابرکت ہے کہ صدر مجلس کی منظوری موصول ہونے کے ساتھ ہی سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توسیع اور رینویشن کا کام شروع کرنے کی منظوری موصول ہوئی جس کی تعمیل میں ایوان خدمت کی توسیع / رینویشن کے لئے بھر پور رنگ میں کوششیں کی گئیں اور اب جلد الحمد للہ ایوان خدمت کی توسیع کا کام دُعا کے ساتھ شروع ہونے جارہا ہے۔

اس کی تعمیر کے لئے ہندوستان بھر کے خدام ومخیر احباب نے بڑھ چڑھ کر مالی قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔

شعبہ اعتماد کے تحت سال بھر مجالس سے رابطہ کیا جاتا ہے اور لائحہ عمل اور سالانہ پروگرام پر عمل درآمد کے حوالہ سے نگرانی کی جاتی ہے ۔صد فیصد مجالس سے ماہانہ رپورٹس منگوانے کے حوالے سے سال بھر کوشش کی جاتی ہے۔اور مجالس کی کارگزاری رپورٹس سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بھجوائی جاتی ہیں جن پر سیدنا حضور انور کے دعائیہ خطوط موصول ہوتے ہیں۔دوران سال 180 مجالس نے عہدیداران کے لئے ریفریشر کلاسز کا انعقاد کیا۔اسی

طرح دوران سال انڈیا کی تمام مجالس کی کارگزاری کو تیز اور بہتر بنانے کی غرض سے محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے ہندوستان کے 8 مختلف صوبہ جات کی مختلف مجالس کے 12 دورے کئے۔ اسی طرح 9 مہتممین سے بھی ہندوستان کے 14 مختلف صوبہ جات کے تعلیمی، تربیتی و مالی دورے کروائے جاتے۔ اور عہدیداران مجالس کے ساتھ میٹنگز کے علاوہ مختلف تربیتی پروگراموں کا انعقاد کیا۔ اسی طرح سال بھر ضلعی و مقامی قائدین کرام کے ساتھ (68) آن لائن میٹنگز کا بھی انعقاد کیا گیا۔

شعبہ مال: شعبہ مال کے تحت ہندوستان کے خدام و اطفال کے اندر مالی قربانی کی روح پیدا کرنے کی غرض سے سال بھر کوششیں کی جاتی رہیں۔ الحمد للہ ہمارے خدام بڑھ چڑھ کر مالی قربانی میں شامل بھی ہوتے ہیں۔ ہندوستان کے جملہ خدام چندہ دہندگان کی تعداد 13787 (تیرہ ہزار سات سو ستاسی) ہے۔ گزشتہ مالی سال کا منظور شدہ بجٹ 1,05,52,193 (ایک کروڑ پانچ لاکھ باون ہزار ایک سو ترانوے) روپے تھا جس میں سے اب تک 82 فیصد وصولی ہو چکی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعمیر ایوان خدمت کے حوالہ سے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے بے لوث مالی قربانیاں پیش کی ہیں۔ اب تک ایک کروڑ تینتیس لاکھ ستر ہزار آٹھ صد پچاس روپے کے وعدہ جات موصول ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام خدام کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور ان کے مالوں نفوس میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے۔

مجلس کے چندہ جات کے علاوہ مجالس میں مختلف پروگراموں کے لئے سال بھر خدام کی طرف سے مالی قربانی پیش کی جاتی رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام چندہ دہندگان کے اموال و نفوس میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

شعبہ تربیت کے تحت 2400 اجلاسات منعقد کئے گئے اور 367 تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا گیا نیز 642 خدام نے وقف عارضی کی۔ اسی طرح ہندوستان بھر میں 9 صوبائی، 36 ضلعی اجتماعات کا انعقاد کیا گیا اور 180 مقامی اجتماعات منعقد ہوئے۔

شعبہ تربیت کی طرف بذریعہ فون مسلسل سے مجالس کے ساتھ رابطے کئے گئے۔ انفرادی ملاقات اور رابطہ خدام اور لیٹر ٹو حضور کے پروگرام کثرت سے منعقد کئے گئے۔

شعبہ امور طلباء کے تحت امسال 1500 کوچنگ کلاسس کا انعقاد ہوا۔ نیز شعبہ ھٰذا کے تحت احمدیہ سینٹر فار کمپیوٹر ایجوکیشن (ACCEd) قائم ہے جو ISO certified ہے۔ دوران سال 75 طلباء و طالبات نے اس ادارہ سے تعلیم حاصل کی ہے۔

شعبہ ھٰذا کے تحت سال بھر مختلف topics پر آن لائن we-binars کا انعقاد کیا جاتا رہا جس میں بڑی تعداد میں خدام شامل ہوئے۔ سیدنا حضور انور کے ارشادات کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف فیلڈ میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے خدام کو encourage کیا جاتا رہا۔ خصوصی طور پر جامعہ احمدیہ میں داخلوں کے حوالہ سے بھی کوشش جاری ہے۔

شعبہ تبلیغ کے تحت 7122 سے زائد Leaflets تقسیم کئے گئے اور مجالس میں 4463 مجلس سوال و جواب منعقد ہوئیں۔ اللہ کے فضل سے امسال ہندوستان کے 550 خدام داعین الی اللہ بنے جنہوں نے تبلیغی کاموں کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا اور لائحہ عمل کے مطابق خصوصی داعین کے طور پر تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ 109 خدام نے 28 بک فیئرز میں ڈیوٹیاں دیں اور تبلیغ کی۔ اسی طرح مجالس میں 55 تبلیغی ٹریننگ کلاسز کا انعقاد کروایا گیا۔

اسی طرح انڈیا کی دیگر مختلف 27 مجالس میں stop world war کیمپین منعقد کئے گئے۔ جس کے کافی مثبت اثرات ہوئے اور اس کے ذریعہ جماعت کی تبلیغ بھی ہوئی۔

شعبہ خدمت خلق کے تحت ہندوستان بھر سے خدام نے 12352 غرباء و مستحقین میں مبلغ 3,31,050 روپے کی مالی امداد کی گئی۔ اس کے علاوہ 1811 خدام کو عطیہ خون دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ نیز 84 میڈیکل کیمپس منعقد ہوئے۔ 15 اگست کے موقعہ پر قادیان کی مجلس کی طرف سے خصوصی بلڈ کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔

شعبہ وقار عمل کے تحت کل 2431 وقار عمل ہوئے۔ اسی طرح 532 سے زائد مثالی نوعیت کے وقار عمل ہوئے۔ اسی طرح مختلف اضلاع کے

سرکاری ہسپتال اور اسکولوں میں مثالی وقار عمل منعقد کئے گئے۔اسی طرح تہواروں کے موقعہ پر بھی خدام نے مثالی وقار عمل کئے۔جن کی اخبارات میں بھی تشہیر ہوئی۔

شعبہ تربیت نومبائعین کے تحت انڈیا کی مجالس میں 116خدام واطفال سے رابطہ قائم کیا گیا۔ان خدام کو نظام کے ساتھ جوڑنے کی کوشش جاری ہے۔

شعبہ اشاعت کے تحت مرکزی طور پر 2رسالے رسالہ مشکوٰۃ اردو اور رسالہ راہِ ایمان ہندی 1500/1500 کی تعداد میں شائع ہو رہے ہیں اور خدام تک پہنچائے جا رہے ہیں۔خدام و اطفال کو ان رسائل سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔نیز امسال کی شروعات میں رسالہ مشکوٰۃ کو Online بھی کیا گیا ہے۔جس کے ذریعہ ہندوستان کے جملہ مجالس کے خدام اراکین مستفیض ہو رہے ہیں۔اسی طرح شعبہ ھٰذا کے تحت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی آفیشل ویب سائٹ khuddam.in اور آفیشل twitter handle باقاعدگی سے Update ہوتے رہے ہیں اور اس سے خدام استفادہ کرتے رہے ہیں۔

شعبہ صحت جسمانی کے تحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال آمدہ رپورٹس کے مطابق 170ٹورنامینٹ ہوئے ہیں۔اپنی صحت کا خیال رکھنے کے حوالہ سے خدام کو مختلف مواقع پر توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ مجالس میں صحت و جسمانی کے حوالہ سے مختلف پروگرامز کا بھی انعقاد ہو رہا ہے۔کئی مجالس نے اپنے ٹورنامنٹ میں سرکاری حکام کو بھی مدعو کیا۔

شعبہ رشتہ ناطہ کے تحت ہرماہ مجرد خدام کی خصوصا کاؤنسلنگ کی گئی ۔شعبہ ہذا کے تحت عائلی مسائل اور ان کا حل،شادی بیاہ کے متعلق اسلامی تعلیمات کے عناوین پر مجالس میں 21 سیمینار منعقد ہوئے۔ امسال شعبہ ھٰذا کے تحت 53رشتے طے کروائے گئے۔

شعبہ صنعت وتجارت کے تحت خدام کو روزگار دلانے کے حوالہ سے مختلف نوکریوں اور Vacancies کے اعلانات مجالس میں کروائے گئے۔150 سے زائد خدام کی Job اور بزنس کے تعلق سے رہنمائی کی گئی۔

شعبہ عمومی کے تحت ہندوستان کی 356 مجالس باقاعدگی سے مختلف جماعتی تقریبات کے موقعہ پر حفاظتی ڈیوٹیوں کا اہتمام کرتی ہیں۔جلسہ سالانہ قادیان 2023ء کے موقعہ پر کم وبیش 850 خدام نے شعبہ خدمت خلق کے تحت حفاظتی ڈیوٹیاں دی ہیں۔

شعبہ تعلیم کے تحت امسال انڈیا کی مجالس میں دینی نصاب کا امتحان لیا گیا۔ نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام کو انعامات بھی تقسیم کئے جائیں گے۔

گروپ الف:-

اول: مکرم نصیر احمد صاحب سورب کرناٹک

دوم: مکرم سدہار احمد صاحب سورب کرناٹک

سوم: مکرم سید شاہد احمد صاحب سورب کرناٹک

گروپ ب:-

اول: مکرم محمد شاہد صاحب سورب کرناٹک

دوم: مکرم امتیاز احمد پڈر صاحب ریشی نگر کشمیر

سوم: مکرم وسیم احمد پڈر صاحب ابن مکرم بشیر احمد صاحب ریشی نگر کشمیر

خدام کے علمی اور قلمی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کے لئے مقالہ نویسی کا مقابلہ کروایا گیا۔اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ کی طرف توجہ دلائی جاتی رہی۔

مقالہ جات مقابلہ میں پوزیشن لانے خدام کے اسماء اس طرح ہیں۔

گروپ الف

اول: مکرم کے این شفیق صاحب قادیان پنجاب

دوم: مکرم شیخ ریحان احمد صاحب قادیان پنجاب

سوم: مکرم اعجاز احمد میر صاحب قادیان پنجاب

گروپ ب

اول: مکرم نصیر الدین غوری صاحب حیدرآباد تلنگانہ

دوم: مکرم محمد ثاقب ملک صاحب یادگیر کرناٹک

سوم: مکرم راغب علیم صاحب عثمان آباد مہاراشٹرا

انڈیا کی مجالس میں مسابقت کی روح قائم کرنے کی غرض سے ہر سال مجالس کی کارگزاری کا موازنہ کیا جاتا ہے۔امسال بھی خدام کی 42لوکل

مجالس اور 10 ضلعی مجالس کے درمیان موازنہ کیا گیا۔ نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی 10 لوکل مجالس اور 5 ضلعی مجالس کو سیدنا حضور انور کے مبارک دستخطوں والی سندات سے نوازا گیا۔

لوکل مجالس خدام میں

اول: قادیان پنجاب

دوم: حیدرآباد تیلنگانہ

سوم: ریشی نگر کشمیر

چہارم: عثمان آباد مہاراشٹرا

پنجم: محمود آباد کشمیر

ششم: ناصر آباد کشمیر

ہفتم: محمود آباد اوڈیشہ

ہشتم: بنگلور کرناٹک

نہم: آسنور کشمیر

دہم: یادگیر کرناٹک

خضلعی مجالس میں

اول: شوپیان کشمیر

دوم: یادگیر کرناٹک

سوم: بنگلور کرناٹک

چہارم: کھمم آندھراپردیش

پنجم: کٹک اوڈیشہ

پنجم: کالیکٹ کیرالہ

انڈیا کی مجالس کی طرف سے کی گئی کارگزاری کی یہ مختصر رپورٹ پیش کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہیکہ ہماری ان ادنیٰ کوششوں کو قبول فرمائے اور انڈیا کی جملہ مجالس کو سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات اور اعلیٰ توقعات کے مطابق خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ يَوۡمٌ لَّا بَيۡعٌ فِيۡهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالۡكٰفِرُوۡنَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۝ (البقرة:255)

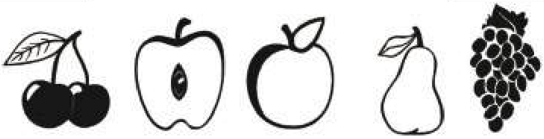

AHMAD FRUIT AGENCY
Commission & Forwarding Agents :
Asnoor, Kulgam (Kashmir)
Hqrt. Dar Fruit Co.
Kulgam
B.O. Ahmad Fruits
Mobiles : 9622584733,7006066375,9797024310

Contact (O) 04931-236392
09447136192
C. K. Mohammed Sharief
Proprietor
CEEKAYES TIMBERS
&
C. K. Mubarak Ahmad
Proprietor
Contact : 09745008672
C. K. WOOD INDUSTRIES
VANIYAMBALAM - 679339
DISTT.: MALAPPURAM KERALA

سالانہ رپورٹ

مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت

از مکرم نسیم احمد ڈار صاحب مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

دوران سال مجلس 24-2023اطفال الاحمدیہ کے تحت ہندوستان بھر کی مجالس میں ہونے والے کاموں کا خلاصہ پیش ہے۔

شعبہ عمومی: سال کے شروع میں ہی جملہ قائدین اور ناظمین اطفال بھارت کو مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کا سالانہ پروگرام بھجوایا گیا ۔اسی طرح ہرماہ ہونے والے کاموں کا ایک ماہانہ کیلنڈر تشکیل کر کے مجالس میں بھجوایا گیا ہے جس میں اطفال کے ہرماہ ہونے والے کاموں کا ذکر کیا گیا ہے۔(نقل سرکلرلفِ ہذا ہے)

مجلس کے کاموں کو منظم رنگ میں چلانے کیلئے مجلس عاملہ کو تشکیل دیا گیا اور محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت سے عاملہ کی منظوری حاصل کی گئی۔ عاملہ کی تعداد 14ہے جن میں مکرم حافظ ابو شہان منڈل صاحب نائب مہتمم اطفال، مکرم اعجاز میر صاحب نائب مہتمم اطفال برائے دفتری امور، مکرم عبد الرحیم فاتح صاحب نائب مہتمم اطفال برائے تربیتی امور، مکرم طارق ادریس صاحب نائب مہتمم اطفال برائے ساؤتھ انڈیا، مکرم شاہ نواز صاحب نائب مہتمم اطفال برائے ایسٹ انڈیا،اورسیکریٹریان شامل ہیں۔

اس شعبہ کے تحت دفتر اطفال الاحمدیہ بھارت نے قائدین اور ناظمین اطفال کے ساتھ بذریعہ ای میل،سرکلرز،فون، sms,e-mail,whastsapرابطہ کیا گیا۔دوران سال دفتر اطفال الاحمدیہ بھارت نے جملہ مجالس کو 683خطوط وسرکلر روانہ کئے جن میں قائدین ضلعی ،علاقائی و ناظمین اطفال کو اطفال کی تعلیم و تربیت کے تعلق سے مختلف پروگراموں پر عمل درآمد کی طرف توجہ دلائی جاتی رہی۔دوران سال اس شعبہ کے تحت تقریباً319 کے قریب ایکٹو مجالس ماہانہ کارگزاری رپورٹ بھجواتی رہیں۔

شعبہ تجنید: لائحہ عمل کے مطابق ہر مجلس کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اطفال کی فہرست 31دسمبر تک مرکزی دفتر کو ارسال کرے۔فون پر بھی تجنید بھیجنے کی تلقین کی گئی۔چنانچہ آمدہ رپورٹ کے مطابق 44مجالس نے تجنید فارم بھجوائے۔تاہم قائدین اور ناظمین اطفال کو اس طرف اب بھی بہت توجہ دلاتے رہے ہیں۔کچھ حد تک بہتری ہوئی ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق جو قائدین سے رابطے کئے گئے اس کے مطابق ہندوستان بھر کی مجالس کی مجموعی تعداد 618ہے اور اطفال کی تعداد 6651ہیں۔

شعبہ مال: اس شعبہ کے تحت مجالس سے سال کے شروع میں ہی بذریعہ فون رابطہ کیا گیا کہ وہ بجٹ بنا کر دفتر کو ارسال کریں۔پھر بار بار فون اور انسپکٹران کے ذریعہ 50مجالس کا بجٹ دفتر کو موصول ہوا۔آمدشدہ تشخیص بجٹ کے مطابق چندہ مجلس ممبری واطفال اور چندہ اجتماع اطفال کا 90فیصد کی ادائیگی اب تک ہو چکی ہے الحمد اللہ علی ذالک۔اکثر مجالس نے اللہ کے فضل و کرم سے صد فیصد ادائیگی کی۔

شعبہ وقارعمل: اطفال کے اندر اپنے ہاتھ سے کام کرنے کا سلیقہ پیدا

اور محنت کا عادی بنانا اس شعبہ کا اہم مقصد ہے۔ الحمد للہ تمام مجالس نے اس شعبہ میں نمایاں کارکردگی دکھائی ہے ۔جس میں مسجدوں، مشن ہاوسز سڑکوں ، گلیوں، ہسپتالوں کی صفائی کی گئی۔ دوران سال کل 1051 وقار عمل کئے گئے جس میں کل 9145 اطفال شامل ہوئے۔ بعض کی تصاویر درج ذیل ہے۔

شعبہ صحت وجسمانی: یہ شعبہ اطفال کی تندرستی کیلئے قائم کیا گیا ہے۔ آمدہ رپورٹس کے مطابق ہندوستان بھر کی 90 فیصد مجلس میں کھیلوں کا انتظام ہے۔ سال بھر مختلف ٹورنامنٹس کے علاوہ تفریحی ٹور کے پروگرام بنائے گئے۔ اسی طرح ملک بھر میں کلو جمیعا 44 کی تعداد میں منائے گئے ۔ اور اسی طرح 85 مجالس نے اطفال کا طبی معائنہ کروایا۔

شعبہ تعلیم: اس شعبہ کے تحت دوران سال 99 فیصد تعلیمی کلاسز کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں دینی نصاب کے علاوہ یسرنا القرآن ، نماز سادہ و باترجمہ ، قرآن کریم ناظرہ اور دیگر ابتدائی دینی معلومات و عقائد اسلام سکھائے گئے۔ اسی طرح تلاوت قرآن کریم ، نظم ، تقریر اور حفظ متن پیشگوئی ، حفظ قرآن وغیرہ مختلف مقابلہ جات ملک بھر میں منعقد ہوئے۔ امسال دینی نصاب کا امتحان لیا گیا۔

امتحان دینی نصاب میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے اطفال کے اسماء اس طرح سے ہیں:

ستارہ اطفال:

اول: ادیب احمد (محلہ مسرور قادیان)

دوم: شفق احمد (عثمان آباد)

سوم: عبد المقیط (محلہ مسرور قادیان)

ہلال اطفال:

اول: مصطفی افضل بیگ (محلہ دار الانوار جنوبی ہند)

دوم: عیان احمد (سعید آباد، حید رآباد)

سوم: تنزیل احمد (دار الانوار شمالی ہند)

قمر اطفال:

اول: طلال احمد نائک (آسنور)

دوئم: محمد بن یامن (محمود آباد، کشمیر)

سوئم: منصور احمد (حلقہ محمود، قادیان)

بدر اطفال

اول: محمد مسرور احمد (شنتو شنگر ، حید رآباد)

دوئم: محمد ثاقب (محلہ دار البرکات، قادیان)

سوم: نور احمد ملک (آسنور)

مقابلہ مقالہ نویسی:

اطفال میں علمی معیار بلند کرنے کیلئے ہر سال انعامی مقالے لکھوائے جاتے ہیں۔ امسال '' حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ذاتی تعلق کی اہمیت و برکات '' کے عنوان پر مقالہ لکھوایا گیا۔ امسال کُل 33 مقالہ جات دفتر اطفال الاحمدیہ میں موصول ہوئے ان مقالہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے اطفال کے نام اسطرح سے ہیں۔

اول: اعجاز الحق قادیان (نقد انعام) (4000)

دوئم: ذاکر منظور نائک آسنور (3000)

سوئم: محمد ارحان غوری حیدرآباد (2500)

شعبہ خدمت خلق: اس شعبہ کا کام اطفال کے اندر بلا امتیاز مذہب و ملت تمام بنی نوع انسان کی خدمت کرنے کے جذبے کو بیدار کرنا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں جملہ مجالس نے مقامی طور بھی اور ضلعی سطح پر بھی خدمت خلق کے کام کو انجام دیا۔ اسی شعبہ کے تحت ملک بھر میں 12598 سے زائد لوگوں کو پانی پلایا گیا 2261 مریضوں کی تیمار داری کی گئی۔ اور 751 مستحقین کو مالی امداد پہنچائی گئی اور کئی مجالس نے بک بنک کے ذریعہ 805 غریب بچوں کو کتابیں فراہم کیں۔

شعبہ اشاعت: اس شعبہ کے تحت امسال مشکوٰۃ کیلئے جو اطفال کے تین صفحات مختص ہیں ان کیلئے اطفال نے مختلف مضامین لکھے۔ اسی طرح ہندوستان کے مختلف اخبارات میں اطفال الاحمدیہ کے پروگراموں کی رپوٹیں شائع ہوئیں اسی طرح رسالہ مشکوٰۃ میں بھی اطفال کی مساعی کی رپوٹس شائع ہوتی رہیں۔ اسی طرح posts, pamphlets بھی مختلف مجالس نے شائع کئے۔

شعبہ تربیت: ماہانہ تربیتی اجلاسات کا انعقاد میں مجالس کی آسانی کے لئے ایک خاکہ اور عناوین کی فہرست تیار کیا گیا جو جملہ مجالس میں بطور

سرکلر ارسال کیا گیا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعائیہ خطوط ارسال کرنے کی اہمیت کے تعلق سے مجالس میں سرکلر کیا گیا۔ چھوٹے بچوں کی آسانی کے لئے دعائیہ خط لکھنے کا ایک فورمیٹ اردو اور انگریزی میں دستیاب کیا گیا۔ اور یہ فورمیٹ سرکلر کے ساتھ ارسال کیا گیا نیز یہ فورمیٹ رابطہ کرنے والے قائدین کو whatsapp میں بھی دستیاب کیا گیا۔ الحمد للہ کئی مجالس نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعائیہ خط مجموعی طور پر بھیجنے کا پروگرام مرتب کئے اور ان سیشنز کی تصویر رپورٹ درج ذیل ہیں۔

کسی بھی کام میں ترقی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے کاموں کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیں اور اپنی کمیوں کو دور کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اطفال کے لئے ایک ماہانہ جائزہ فارم اردو اور انگریزی میں تیار کیا گیا ہے۔ جائزہ فارم اور اس جائزہ فارم پُر کرنے کے تعلق سے ہدایات پر مشتمل سرکلر جملہ مجالس میں ارسال کیا گیا۔

اسی طرح ماہ رمضان میں تلاوت قرآن کریم کی طرف خصوصی توجہ دینے کی اہمیت وضرورت کے تعلق سے جملہ مجالس میں سرکلر کیا گیا۔ قائدین مجالس اور ناظمین اطفال سے درخواست کی کہ اپنی مجلس کے جملہ اطفال کو تلقین کریں کہ وہ ماہ رمضان میں قرآن کریم کا کم از کم ایک دور مکمل کریں۔ نیز ماہ رمضان میں قرآن کریم کا ایک دور مکمل کرنے والے اطفال کے نام دفتر اطفال الاحمدیہ بھارت میں ارسال کرنے کی درخواست کی تا کہ ان اطفال کو انعامات سے نوازا جا سکیں۔ سرکلر ھٰذا کا انگریزی ترجمہ بھی ساتھ ارسال کیا گیا۔

Newsletter: ایک اطفال کا Daily routine کیسا ہونا چاہئے اس تعلق سے حضور انور کی ہدایات کو یکجا کر کے مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو فراہم کیا گیا۔

دوران سال کی موصولہ رپوٹوں کے مطابق جملہ مجالس میں کل 824 تربیتی اجلاسات منعقد ہوئے جس میں 7966 اطفال شامل ہوئے۔ اور 33 ہفتہ اطفال اور 30 یوم والدین منعقد ہوئے۔ بہت سی ایسی مجالس ہیں جو اطفال سے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ کے خطبہ کا خلاصہ لکھواتی ہیں اور خلاصہ لکھنے والے اطفال کو انعامات سے بھی نوازتی ہیں۔

مجالس اطفال الاحمدیہ بھارت کے مابین سبقت فی الخیرات کا جذبہ پیدا کرنے کیلئے ایک لمبے عرصہ سے موازنہ کمیٹی نے طویل نشستوں میں نہایت سنجیدگی اور غور وفکر کے ساتھ تمام مجالس کی کارگزاریوں کا مفصل جائزہ لیا اور انہیں معیار انعام خصوصی کی کسوٹی پر پرکھا اور درج ذیل نتیجہ مرتب کیا۔

اول قادیان (پنجاب)، دوم حیدر آباد (تلنگانہ)، سوم چک ایمر بیچھ (جموں کشمیر)، چہارم آسنور (جموں کشمیر)، پنجم ریشی نگر (جموں کشمیر)، ششم ناصر آباد (جموں کشمیر)، ہفتم عثمان آباد (مہاراشٹر)، ہشتم کیرنگ (اڈیشہ)، نہم محمود آباد (جموں کشمیر)، دہم محمود آباد (اڈیشہ)۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری حقیر مساعی کو قبول فرماتے ہوئے ان میں خیر و برکت ڈالے اور جو کوتاہیاں ہم سے سرزد ہوئیں ہیں ان کی پردہ پوشی فرماتے ہوئے آئندہ مستعدی سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز سیدنا حضرت امیر المومنین کی توقعات اور ارشادات کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

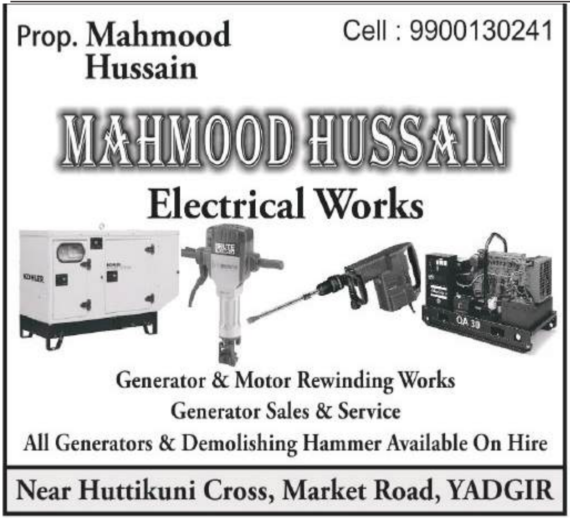

دوماہی مشکوٰۃ مارچ/اپریل ۱۹۹۲ء

مجلس اطفال الاحمدیہ قادیان نے سال ۹۱-۱۹۹۰ء میں بھارت کی تمام مجالس میں اول پوزیشن حاصل کی
ناظم صاحب اطفال سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ بھارت کے موقعہ پر طاہر ٹرافی حاصل کرتے ہوئے۔

خدا سب کا ایک ہے

پیرس میں ابراہیم نام کا ایک آدمی اپنی بیوی بچوں کے ساتھ ایک جھونپڑی میں رہتا تھا۔ وہ ایک معمولی اوقات کا عیال دار تھا۔ مگر تھا بہت ایماندار اور سخی۔ اس کا گھر شہر سے دس میل دور تھا۔ اس کی جھونپڑی کے پاس سے ایک پتلی سے سڑک جاتی تھی۔ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو مسافر اسی سڑک سے آتے جاتے تھے۔

رستے میں آرام کرنے کے لئے اور کوئی جگہ نہ ہونے کی وجہ سے مسافروں کو ابراہیم کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑتا تھا۔ ابراہیم ان کی مناسب خاطرداری کرتا۔ مسافر ہاتھ منہ دھوکر جب ابراہیم کے گھر والوں کے ساتھ کھانے بیٹھتے تو کھانے سے پہلے ابراہیم ایک چھوٹی سی دعا پڑھتا اور خدا کا اس کی مہربانی کے لئے شکریہ ادا کرتا۔ بعد میں باقی سب آدمی بھی اس دعا کو دہراتے۔

مسافروں کی خدمت کا یہ سلسلہ کئی سال تک جاری رہا۔ لیکن سب کے دن سدا ایک سے نہیں رہتے۔ زمانے کے پھیر میں پڑ کر ابراہیم غریب ہو گیا۔ اس پر بھی اس نے مسافروں کو کھانا دینا بند نہ کیا۔ وہ اور اس کے بیوی بچے دن میں ایک بار کھانا کھاتے اور ایک وقت کا کھانا بچا کر مسافروں کے لئے رکھ دیتے تھے۔ اس سخاوت سے ابراہیم کو بہت اطمینان ہوتا، لیکن ساتھ ساتھ ہی اسے کچھ غرور ہو گیا اور وہ یہ سمجھنے لگا کہ میں بہت بڑا ایماندار ہوں اور میرا ایمان ہی سب سے اونچا ہے۔

ایک دن دوپہر کو اس کے دروازے پر ایک تھکا ماندہ بوڑھا آیا۔ وہ بہت ہی کمزور تھا۔ اس کی کمر کمان کی طرح جھک گئی تھی اور کمزوری کے باعث اس کے قدم بھی سیدھے نہیں پڑ رہے تھے۔ اس نے ابراہیم کا دروازہ کھٹکھٹایا ابراہیم اسے اندر لے گیا اور آگ کے پاس جاکر بیٹھا دیا۔ کچھ دیر آرام کر کے بوڑھا بولا۔ ”بیٹا میں بہت دور سے آرہا ہوں۔ مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔“ ابراہیم نے جلدی سے کھانا تیار کروایا اور جب کھانے کا وقت ہوا تو اپنے قاعدے کے مطابق ابراہیم نے دعا کی۔ اس دعا کو اس کے بیوی بچوں نے اس کے پیچھے کھڑے ہو کر دہرایا۔ ابراہیم نے دیکھا وہ بوڑھا چپ چاپ بیٹھا ہے۔ اس پر اس نے بوڑھے سے پوچھا۔ ”کیا تم ہمارے مذہب میں یقین نہیں رکھتے؟ تم نے ہمارے ساتھ دعا کیوں نہیں کی؟“

بوڑھا بولا۔ ”ہم لوگ آگ کی پوجا کرتے ہیں۔“

اتنا سن کر ابراہیم غصے سے لال پیلا ہو گیا اور اس نے کہا۔

”اگر تم ہمارے خدا میں یقین نہیں رکھتے اور ہمارے ساتھ دعا بھی نہیں کرتے تو اسی وقت ہمارے گھر سے باہر نکل جاؤ۔“

ابراہیم نے اسے کھانا دیئے بغیر ہی گھر سے باہر نکال دیا اور دروازہ بند کرلیا۔ مگر دروازہ بند کرتے ہی کمرے میں اچانک روشنی پھیل گئی اور ایک فرشتے نے ظاہر ہو کر کہا۔ ابراہیم یہ تم نے کیا کیا؟ یہ غریب بوڑھا سو سال کا ہے خدا نے اتنی عمر تک اس کی دیکھ بھال کی اور ایک تم ہو جو اپنے آپ کو خدا کا بندہ سمجھتے ہو اس پر بھی اسے ایک دن کھانا نہیں دے سکے صرف اس لئے کہ اس کا مذہب تمہارے مذہب سے الگ ہے۔ دنیا میں مذہب چاہے بے شمار ہوں۔ لیکن خدا سب کا سچا خالق ہے اور سب کا وہی ایک مالک ہے۔“

یہ کہہ کر فرشتہ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ ابراہیم کو اپنی غلطی معلوم ہوئی اور وہ بھاگا بھاگا اس بوڑھے کے پاس پہنچا اور اس بوڑھے بزرگ سے معافی مانگی۔ بوڑھے نے اسے معاف کرتے ہوئے کہا۔ ’بیٹا اب تو تم سمجھ گئے ہو گے کہ خدا سب کا ایک ہے۔“

یہ سن کر ابراہیم کو بہت تعجب ہوا۔ کیونکہ یہی بات اس سے فرشتے نے بھی کہی تھی۔

(ماخذ: دیس دیس کی لوک کہانیاں)

lish a true atmosphere of brotherhood, showing concern for one another.

Furthermore, members of the Ahmadiyya Muslim Youth Association and all other auxiliary organizations should remember their pledge. The pledge you made to place religion before the world must be honored. In order to fulfill this, it is essential that you strive to act upon these principles. Use your time wisely and avoid wasting it on futile activities and unnecessary pursuits. In today's world, many evils are being spread through social media. Strive to stay away from these and avoid unnecessary use of social media. Refrain from any activity that takes you away from the teachings of Islam. Remember, this is the age when an individual naturally possesses enthusiasm and energy. If you channel this energy in the right direction, not only will you gain closeness to Allah, but others will also be drawn to you by observing your good example. Therefore, devote your energies to the service of religion. Participate actively in the work of the Jamaat, engage in the field of propagation, and spread the message of Islam Ahmadiyyat in your communities. In today's world, which is mired in corruption, chaos, and moral degradation, the solution lies in recognizing the one true God, increasing the quality of worship, fulfilling the rights of others, and making the rights of creation a priority. Guiding people towards this path, informing them that they have one God, and that by recognizing Him and fulfilling the rights of His worship, they can achieve salvation, is your duty and responsibility.

Therefore, to carry out this task, first pay attention to your own self-reformation, and for this purpose, make special prayers. Prayer is the powerful weapon granted to us. Our work is accomplished through prayers. Therefore, in your daily prayers, voluntary prayers, and supplications, make special prayers for your own reformation. Ask Allah to grant you the ability to act upon His commands. May Allah grant you all the ability to reform your deeds sincerely, bless this gathering with success and blessings, and enable you to benefit from its programs in every possible way. Ameen.

close ones of Allah." (Malfoozat, Vol. 10, p. 32)

Therefore, we must examine our actions and continuously strive to improve them. For this, it is necessary that we cultivate love for Allah in our hearts. When there is love for Allah in our hearts, it becomes easier to follow His commandments. And to develop this love for Allah, it is essential to adhere to regular prayers (Salah). Prayer is the means that connects a person with Allah. Hence, we must pay special attention to offering prayers on time and in congregation. Similarly, we must also prioritize the recitation of the Qur'an. The Qur'an is the book that contains the solution to every problem for us. Along with reciting it, we should make an effort to understand its meanings and interpretations and strive to act upon them.

Hazrat Mirza Ghulam Ahmad sahib(as) says: "I tell you truthfully that whoever disregards even one small command from the seven hundred commands of the Qur'an closes the door of salvation upon themselves. True and complete salvation can only be found through the Qur'an, and everything else is its reflection. So, read the Qur'an with reflection and love, love it more than anyone or anything else." (Ruhani Khazain, Vol. 19, p. 26)

Therefore, make every effort to act upon the commandments of the Qur'an and integrate them into your practical lives. In order to achieve a proper understanding and perception of the Qur'an, it is also necessary to study the writings of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (as), as in his books and teachings lie the true spiritual treasures that can guide us on the path of self-reformation. In addition, for self-reformation, it is essential to keep an eye on our character and continuously work on improving it. It is through good character that we can win the hearts of others and guide them towards the beautiful teachings of Islam.

Therefore, always be mindful of your behavior. Never engage in rudeness or bad manners with others. Treat everyone with kindness and love, and estab-

Message of

Huzoor Anwar (ABA)

On National Ijtema Majlis Khuddam-ul-Ahmdiyya Bharat, Oct 2024

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الكَرِيمْ   وَ عَلَى عَبْدِهِ الْمَسِــيحِ المَوْعُودْ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

Dear members of khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

You have requested a message for your 54th Annual Ijtema. On this blessed occasion, I would like to share some important thoughts regarding the subject of self-reformation. The topic of self-reformation holds great significance because it is the path that leads a person towards attaining the pleasure of their Creator and Master. Through self-reformation, an individual strengthens their faith and progresses on the path of spiritual development. Hazrat Mirza Ghulam Ahmad sahib (as) states: "Remember that nothing happens through mere words unless the practical condition is right. A person who truly believes that Allah is his Lord and Master on the Day of Judgment cannot possibly engage in theft, immorality, gambling, or other sinful acts, because they know these are destructive and go against Allah's command. In short, unless a person proves practically that they have true and firm faith in Allah, they cannot attain the blessings and rewards that are granted to the

محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان اختتامی تقریب میں خطاب کرتے ہوئے

حاضرین اختتامی تقریب سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت 2024

معائنہ رضاکاران وانتظامات سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ بھارت

ورزشی مقابلہ جات سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ بھارت

ورزشی مقابلہ جات سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ بھارت

Registered with Registrar of Newspapers of India at PUNBIL/2017/74323 Postal Registration No: GDP-046/2024-26
Annual Subscription: ₹220 (20/copy) By Air $50 Weight: 40-100 grams/Issue

Monthly **MISHKAT** Qadian

Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat

PH: +91-1872-220139 FAX: 222139 E-mail: mishkatqadian@gmail.com

Chairman: Shameem Ahmad Ghori
Editor: Niyaz Ahmad Naik +91-9779454423
Manager: Syed Abdul Hadee +91-9915557537

Volume 8 November 2024 CE Issue 11

Published on 25 NOV 2024

محاسبہ اور اصلاحِ عمل

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ایک کمزوری دوسری کمزوری کی جاگ لگاتی ہے اور آخر کار سب کچھ برباد ہوجاتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ احمدیت کی خوبصورتی تو نظامِ جماعت اور نظامِ خلافت کی لڑی میں پرویا جانا ہے۔ اور یہی ہماری اعتقادی طاقت بھی ہے اور عملی طاقت بھی ہے۔ اس لئے ہمیشہ خلفائے وقت کی طرف سے کمزوریوں کی نشاندہی کر کے جماعت کو توجہ دلائی جاتی رہتی ہے تا کہ اس سے پہلے کہ کوئی احمدی اتنا دور نکل جائے کہ واپسی کا راستہ ملنا مشکل ہو، استغفار کرتے ہوئے اپنی عملی کمزوریوں پر نظر رکھے اور کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احسان کو یاد کرے جو اللہ تعالیٰ نے اُس پر کیا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 6/ دسمبر 2013ء)

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian, Distt-Gurdaspur, 143516, Punjab, India and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Distt-Gurdaspur, 143516, Punjab, India. **Editor:** Niyaz Ahmad Naik